بسم اللہ الرحمن الرحیم

رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط



ماہنامہ

رِضوان

لاہور

بانی
شارح بخاری
حضرت سید محمود احمد رضوی
([illegible])

ایڈیٹر
حضرت مصطفیٰ اشرف رضوی
ایم اے

مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
اور روحانی مضامین کا گنجینہ

ناشر: شعبۂ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، گنج بخش روڈ
لاہور

اہلسنت وجماعت کا پاک و ہند میں اپنی شان کا واحد ترجمان

رجسٹرڈ ایل نمبر LRL 378

ماہنامہ رضوان لاہور پاکستان

شمارہ نمبر ۲ | ماہ فروری ۲۰۰۸ء | جلد نمبر (۶۰)

بانی

شانِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

(ستارۂ امتیاز، حکومت پاکستان)

مدیر

صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے

بیادگار

شیخ الحدیث ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رضوی

بانی

بفیضِ نظر

ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت بریلوی

مجلس مشاورت

صاحبزادہ سید مختار اشرف رضوی

صاحبزادہ سید مرتضیٰ اشرف رضوی

فہرست

سالانہ	150 روپے
فی شمارہ	15 روپے

ناشر: شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

0300-9492310

صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی پرنٹر پبلشر نے ... چھپوا کر دفتر رضوان گنج بخش روڈ لاہور سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

قائم شدہ ۱۳۴۲ھ۔ ۱۹۲۴ء

اہل سنت وجماعت کی قدیمی درس گاہ ہے۔ جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام احمد رضا خان بریلوی، شیخ المحدثین حضرت علامہ الحاج ابو محمد محمد سید دیدار علی شاہ صاحب قادری رضوی نقش رحمانی محدث الوری قدس سرہٗ العزیز اور امام اہل سنت استاذ العلماء حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب قادری رضوی اشرفی مفتی اعظم پاکستان رحمہم اللہ کی عظیم علمی یادگار ہے۔

دار العلوم ہذا میں درج ذیل شعبہ جات قائم ہیں

(۱) شعبہ حفظ و ناظرہ (۲) شعبہ تجوید وقرأت (۳) شعبہ درس نظامی (صرف، نحو، منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، تفسیر و حدیث) (۴) شعبہ علوم عصریہ (میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے) (۵) شعبہ تصنیف و تالیف (۶) شعبہ نشر و اشاعت

اس دار العلوم کے تعلیم یافتہ علماء و خطباء پاکستان اور بیرون پاکستان دین اسلام کی تبلیغ و تدریس میں مشغول ہیں۔ دار العلوم میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی رہائش، خوراک اور کتابیں ودیگر ضروریات مفت مہیا کی جاتی ہیں۔ نیز دار العلوم کے شعبہ تبلیغ کی طرف سے دینی مذہبی عنوانات پر مشتمل کتب، کتابچے اور پوسٹر بھی شائع کیے جاتے ہیں جو ملک میں بغرض تبلیغ شائع ہوتے ہیں۔

دار العلوم زکوٰۃ وخیرات وچرمہائے قربانی کا بہترین مصرف ہے۔ آپ بھی دار العلوم سے تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ دار العلوم کو دیئے گئے عطیات قانوناً انکم ٹیکس کی دفعہ ۱۵۔ڈی کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ بحوالہ سنٹرل بورڈ آف ریونیو نوٹیفیکیشن نمبر ۱(k)۳/Bro، بمطابق لیٹر نمبر ۷۱/ITP(V)۷۱-N-C۱۴

نوٹ: دار العلوم کی طرف سے کوئی سفیر مقرر نہیں ہے۔ جملہ خط و کتابت اور بذریعہ منی آرڈر چندہ وچرمہائے قربانی کی رقم مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کر کے ثواب دارین حاصل کیجئے۔

ناظم: مرکزی دار العلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور موبائل 0300-9492310

فاتح قلوب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: میاں محمد سلیم حماد ہجویری قادری

مُرشد طریقت اور اساتذہ کرام

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ کی ارادت وخلافت حضرت ابو الفضل محمد بن الحسن ختلی رحمۃ اللہ سے تھی۔ اپنے مرشد کے بارے میں خصوصی تعارف کشف المحجوب میں یوں رقم فرمایا ہے۔

"حضرت ابو الفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ صوفیائے متاخرین میں سے عابدوں کے شیخ اور اولیاء کی زینت تھے۔ علم تفسیر اور حدیث کے عالم تھے اور تصوف میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کے مسلک پر تھے۔ طریقت میں میری بیعت ان سے ہے۔ حضرت حصری رحمۃ اللہ کے ہمراز مرید تھے، ابو عمر قزوینی اور ابو الحسن سالبہ رحہم اللہ کے ہمعصر تھے، ساٹھ سال تک پہاڑوں میں گوشہ نشین رہے تاکہ خلقت سے دور رہیں، ان کا زیادہ تر قیام کوہ لکام میں رہا۔ طویل عمر پائی۔ ان کی ولایت کی علامتیں واضح اور روشن تھیں۔ صوفیاء کی رسوم اور لباس کے پابند نہ تھے۔ رسم ورواج کے اسیر صوفیاء سے سختی سے پیش آتے۔۔۔ میں نے ان سے زیادہ بارعب اور پُر وقار اللہ والا بزرگ نہیں دیکھا"

ہم عصر مشائخ وصوفیاء: حضرت سید ہجویر رحمۃ اللہ کشف المحجوب (تہران) کے ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷ صفحات پر رقم فرمایا ہے کہ "اہل رسم کو چھوڑ کر اپنے عہد کے نقد ان صوفیاء، مشائخ کے حال لکھتا ہوں جو ارباب معانی اور محرم اسرار ربانی ہیں"

صوفیائے غزنی: "حضرت ابو الفضل بن اسد، حضرت اسماعیل الشاشی، حضرت شیخ سالار طبری، حضرۃ ابو عبداللہ محمد بن الحکیم المعروف بہ مرید حضرۃ سعید بن ابی سعید العیار، حضرۃ ابو العلا، عبدالرحیم بن احمد سعدی، حضرۃ ابو خد قسورہ بن محمد گردیزی رحمہم اللہ"

صوفیائے فارس: "حضرت ابو الحسن سالبہ، حضرت ابو طالب، حضرت ابو اسحاق رحمہم اللہ"

صوفیائے خراسان: ''حضرت ابوالعباس سرمقانی، حضرت ابوجعفر محمد بن علی الجوینی (الجوادی) حضرت ابوجعفر ترشیزی، خواجہ محمود نیشاپوری، حضرت محمد معشوق، حضرت سید مظفر ابن شیخ ابوسعید، حضرت احمد حمادو سرخسی، حضرت احمد بخار سمرقندی، حضرت ابوالحسن علی ابن علی الاسود رحمہم اللہ۔'' حضرت ہجویری نے خراسان میں تین صد مشائخ وصوفیاء سے ملاقات فرمائی۔

صوفیائے ماوراالنہر: ''حضرت ابوجعفر محمد بن الحسین الحرمی، حضرت ابومحمد باتغری، حضرت محمد ایلاقی، حضرت خواجہ عارف، حضرت علی ابن اسحاق رحمہم اللہ۔''

صوفیائے کرمان: ''علی بن الحسین السیر کانی، حضرت محمد بن سمد رحمہم اللہ۔''

صوفیائے شام وعراق: حضرت زکی بن علاء، حضرت ابوجعفر محمد بن المصباح الصیدلانی، حضرت ابوالقاسم سندی رحمہم اللہ۔''

صوفیائے قہستان، آذربائیجان، طبرستان اور کمش: ''حضرت ابوطاہر مکشوف، حضرت خواجہ حسین سمنانی، حضرت شیخ سہلکی، احمد بن شیخ خرقانی، حضرت ادیب کندی، حضرت شیخ ابوعبداللہ جنید، حضرت بادشاہ تائب، حضرت شیخ شفیق فرخ معروف بہ اخی زنجانی رحمہم اللہ'' کشف المحجوب میں مختلف جگہوں پر متذکرہ بالا بزرگوں سے ملاقاتیں اور زیارات قبور کا ذکر موجود ہے۔

اساتذہ کرام: حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ کے دور میں عصر حاضر کی طرح علم وہنر کی تعلیم وتربیت کیلئے باقاعدہ نصاب، مکاتب اور ادارے عام نہ تھے اور نہ ہی پیشہ ورانہ تدریس کا کوئی رواج تھا۔ عام طور پر مساجد میں قرآن ناظرہ پڑھایا جاتا تھا۔ وسائل ووسائل کے اعتبار سے دور حاضر کی طرح ہر کہ ومہ کیلئے علم حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ طالب علم خود اپنی سعی وکوشش سے دور ونزدیک کے فاضل اہل علم وفن کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پیاس بجھاتا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت غزنی میں اپنے نامور علمی گھرانے میں ہوئی۔ بعد از وفات اہلیہ محترمہ آپ نے علم وعرفان کے حصول کیلئے وطن سے دور عالم اسلام کے دیگر شہروں میں معروف وغیر معروف سینکڑوں علماء ومشائخ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ نے تقریباً دس برس بلاد اسلامیہ میں

علمی، عرفانی اور روحانی منازل طے کیں اور پھر واپس اپنے وطن غزنی تشریف لے آئے تھوڑا عرصہ یہاں گزارا۔ ۴۳۱ھ میں رشد وہدایت اور تبلیغ اسلام کیلئے لاہور تشریف لے آئے، جہاں پر لوگوں کو توحید آشنا کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ آپ نے اپنی عمر کا پہلا نصف حصہ حصول علم وعرفان میں گزارا سینکڑوں اہل علم اور صاحب طریقت افراد سے استفادہ فرمایا جن کا فرداً فرداً نام لکھنا ممکن نہیں البتہ آپ کے چند معروف اساتذہ کرام کے اسماء مبارک درج ذیل ہیں۔

o حضرت ابوسعید ابوالخیر فضل اللہ بن محمد المیہنی م ۴۴۰ھ o حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی م ۴۶۰ھ o حضرت ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ گرگانی م ۴۶۴ھ o حضرت عبدالکریم ابوالقاسم بن ہوازن القشیری م ۴۶۵ھ o حضرت ابوجعفر محمد بن مصباح صیدلانی o حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی الداغستانی o حضرت ابواحمد المظفر بن احمد بن حمدان o حضرت ابوالعباس بن محمد شقانی (اشقانی) م ۴۷۹ھ رحمہم اللہ۔

ارشاد گنج بخش: '''حقیقت یہ ہے کہ وہ اہل طریقت جو محض رسم ورواج کے پابند ہوں بالآخر تباہ ہو جاتے ہیں۔ مگر سچے اہل طریقت کبھی تباہ نہیں ہوتے اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لو کہ گمراہ اور بے ہودہ لوگ خواہ وہ اپنے عیوب کو پوشیدہ رکھنے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کریں وہ کسی صورت پوشیدہ نہیں رہ سکتے''

ازدواجی زندگی: حضرت عبداللہ المعروف شیخ ہندی قدس سرہ العزیز کے خانوادہ کی سینہ بسینہ روایت کے مطابق حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ کا نکاح اوائل عمر میں والدین کی منشا اور خواہش کے مطابق جلاب میں قریبی عزیزوں میں ہوا۔ شادی کے تھوڑے عرصہ بعد قضائے الٰہی سے اہلیہ محترمہ کا وصال ہو گیا ان سے آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کے بعد آپ نے ساری زندگی عقد ثانی نہ کیا۔ کشف المحجوب میں ''باب نکاح وتجرد'' میں حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ نے فرمایا۔ ''ایک جماعت تجرد اور سبکبار رہنے کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ یہ لوگ اس حدیث سے اپنے لئے رعایت پیدا کرتے ہیں''
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''آخرت میں خفیف الحال (سبکبار) شخص فائدے میں رہے گا، پوچھا یا رسول اللہ ﷺ خفیف الحال سے کیا مراد ہے؟ فرمایا جس کے بیوی بچے نہ ہوں''
شیخ ہجویری رحمہ اللہ نے فرمایا ''درویش کو چاہیے کہ نکاح کرنے یا مجرد رہنے کی خوبیوں اور خرابیوں پر خوب غور وفکر کرے اور اس پر عمل کرے جو آسانی سے نباہ سکتا ہو'' نیز فرمایا ''مشائخ طریقت کا اس بات پر

اجماع ہے کہ جن کے دل آفت سے پاک اور طبیعت خواہشات نفسانی سے آزاد ہو، ان کا مجرد رہنا افضل وبہتر ہے۔" نیز فرمایا" خلاصہ یہ کہ بندے کی ہلاکت نکاح کرنے میں ہے نہ مجرد رہنے میں بلکہ خواہشات نفسانی کی پیروی اور اپنے اختیار کو بروئے کار لانے میں ہے۔ اہل وعیال کی موجودگی میں ان کے دکھ درد سے غافل نہ رہے، ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئے، رزق حلال مہیا کرے اور انکی ضروریات پوری کرنے میں ظالموں اور بادشاہوں کی خوشامد وحاشیہ برداری نہ کرے۔"

حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ کی ازدواجی زندگی پر کشف المحجوب سے آداب نکاح وتجرد کی درج ذیل عبارت سے روشنی پڑتی ہے۔ "گیارہ سال تک شادی کی آزمائش سے اللہ تعالیٰ نے مجھ (علی بن عثمان) کو محفوظ رکھا، مگر تقدیر الٰہی میرا ظاہر وباطن اس (ایک عورت) کی خوبیوں کا اسیر ہوگیا جو دوسروں نے مجھے بتائی تھیں اور اسے دیکھے بغیر ہی ایک سال تک اس کے خیال میں مستغرق رہا۔ قریب تھا کہ میرا دین تباہ ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال لطف وکرم سے میرے دل ناتواں کو عصمت اور اپنی رحمت سے نجات عطا فرمائی۔"

یہ عبارت وضاحت کرتی ہے کہ آپ نے ایک شادی کی، بیوی کی وفات کے گیارہ سال بعد ایک ان دیکھی عورت جو صفات واوصاف کی پیکر بیان کی جاتی تھی، ایک برس تک موصوفہ کے خیال میں مبتلا رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس عورت کا خیال آپ کے دل سے محو فرما دیا۔ اس عبارت سے حضرت کی ازدواجی زندگی کے متعلق تذکرہ نگاروں نے اپنے اپنے فہم کے مطابق مختلف قیاس آرائیاں کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

شادی کے بارے میں قیاس آرائیاں: ٥ پروفیسر رینالڈ اے نکلسن نے انگریزی ترجمہ کشف المحجوب کے دیباچہ ص ۱۰ پر لکھا ہے کہ "ازدواجی زندگی کے متعلق انکا (علی بن عثمان) تجربہ بہت مختصر اور ناخوشگوار تھا" ٥ سید صباح الدین عبدالرحمن نے بزم صوفیہ ص ۷ پر قیاس کیا ہے کہ "حضرت سید علی ہجویری تعلقات زناشوئی سے پاک رہے۔" مولانا محمد دین فوق، داتا گنج بخش ص ۱۳ پر تحریر کرتے ہیں کہ "آپ کی پہلی شادی والدین کی موجودگی اور دوسری شادی بھی یقیناً ان کی موجودگی اور اصرار سے ہوئی ہوگی۔" ٥ عبدالماجد دریابادی نے تصوف اسلام ص ۴۷ پر اپنی رائے دی ہے کہ "معلوم ہوتا ہے کہ قید ازدواج سے ہمیشہ آزاد رہے۔" ٥ سید ہاشمی فرید آبادی نے مآثر لاہور ص ۲۰۴ پر اپنی معلومات کے مطابق بیان کیا ہے کہ "جہاں تک معلوم ہے داتا صاحب نے شادی نہیں کی، تجرد میں زندگی گزاری" ٥ ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے پاکستان میں فارسی ادب ص ۱۲۴ پر قیاس کیا ہے کہ "حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ نے شادی

نہیں کی اور ساری زندگی تجرد میں گزاری۔" ٥ حکیم محمد موسیٰ نے دیباچہ کشف المحجوب اردو ترجمہ ص ۲۱ پر محققانہ رائے دی ہے کہ "حضرت نے ایک شادی کی تھی۔ دوسری شادی افسانہ محض اختراع طبع ہے۔" ٥ میاں طفیل محمد نے اردو ترجمہ کشف المحجوب ص ۴۲ پر لکھا ہے کہ "آپ چونکہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ تبلیغ اسلام اور حصول عرفان کیلئے سفر اور مسافرت میں رہے اس لئے آپ نے شادی نہیں کی بلکہ تجرد کی زندگی گزاری۔" ٥ مولانا متین ہاشمی نے سید ہجویر ص ۲۰۵ پر اظہار خیال کیا ہے کہ "آپ نے اپنے لئے راہ تجرید ہی منتخب فرمائی اور ساری زندگی اس پر کاربند رہے۔" ٥ مولانا شمس بریلوی نے دیباچہ کشف المحجوب اردو ترجمہ ص ۱۱ پر بیان کیا ہے کہ "آپ نے ایک شادی کی اور جب کچھ مدت بعد ان سے مفارقت ہوگئی تو پھر آپ نے تازیست دوسری شادی نہیں کی۔" ٥ غلام جیلانی مخدوم نے سیرت گنج بخش ص ۱۱ پر رقم کیا ہے کہ "قید ازدواج سے ہمیشہ آزادی رہی" ٥ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی نے داتا گنج بخش (انگریزی) میں لکھا ہے کہ "آپ نے ایک ہی شادی کی تھی اور اہلیہ کی وفات کے بعد آپ نے دوسری شادی نہیں کی" ٥ اعجاز الحق قدوسی نے اقبال کے محبوب صوفیاء میں تحریر کیا ہے کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے شادی نہیں کی" ٥ عالم فقری نے گلزار صوفیاء ص ۷۲ پر قیاس کیا ہے کہ "حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ نے دو نکاح کئے" ٥ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے پیش گفتار بر کشف المحجوب فارسی تحریر کیا ہے کہ "حضرت امام ہجویری کو تمام لوگ ترغیب دیتے تھے کہ وہ تجرد کی زندگی چھوڑ کر ازدواجی زندگی کا آغاز کریں۔۔۔ اس طرح ایک مدت آپ نے شادی کے مسئلہ پر غور کیا لیکن پھر بھی شادی کرنے پر آمادہ نہ ہوئے"

دوسرا نکاح نہ کرنے کا سبب: بعض لوگوں نے حضرت کی مجردانہ زندگی کا سبب، پہلی شادی کا تلخ وناگوار تجربہ بتایا ہے۔ حالانکہ اہلیہ محترمہ کی وفات کے بعد دوسری شادی نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ آپ کا وطن سے دور علم وعرفان کے حصول کیلئے عالم اسلام کا غیر معینہ مدت کیلئے سفر اختیار کرنے کا مصمم ارادہ تھا۔ اس دور کی سفری صعوبتیں برداشت کرنا کسی عام فرد یا خاتون کے بس کی بات نہ تھی۔ اس لئے آپ کو یہ گوارا نہ تھا کہ آپ دوسری شادی کرکے بیوی بچوں کو اپنا ہمسفر بنا کر امتحان میں ڈالتے یا انہیں صدمہ مفارقت دے کر خود سفر پر روانہ ہو جاتے۔ دونوں صورتوں میں اہل وعیال سے ناانصافی اور حقوق کی ادائیگی سے فرار کا خدشہ تھا۔ مجردانہ صورت میں شہوت کا ہیجان اور حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے دونوں صورتوں پر غور وخوض کیا۔ چونکہ آپ کو بفضل تعالیٰ نفس پر قابو حاصل تھا اس لئے آپ نے

ایک عظیم مقصد حصولِ علم و عرفان اور تبلیغ اسلام کی خاطر نہ صرف وطن چھوڑ کر اپنے گھر کا آرام و آسائش ترک کیا بلکہ اہل و عیال کے موجود ہونے پر ان کے حقوق سے ناانصافی کے خدشہ کے پیشِ نظر دوسرا نکاح نہ کرنے اور مجردانہ زندگی اختیار کرنے کو ہی مناسب سمجھا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ عورت ہی کے خلاف تھے اس لئے شادی و نکاح کا تو سوال ہی نہیں۔ مختصراً اس بارے میں اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ راقم الحروف کے جدِ امجد حضرت عبداللہ المعروف شیخ ہندی قدس سرہ العزیز کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کے بعد حضرت شیخ ہجویری رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھ پر بیعت فرمایا اور کبر سنی کے باوجود ان کا نکاح ایک پاکیزہ صفات خاتون فاطمہ سے خود پڑھایا، حالانکہ حضرت عبداللہ (رائے راجو) قبول اسلام سے قبل مجردانہ زندگی گزار رہے تھے۔ حضرت عبداللہ ملقب بہ شیخ ہندی قدس سرہ العزیز کا اس نکاح کے بعد ہی سلسلہ نسب قائم ہوا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ اگر عورت اور شادی ہی کے خلاف ہوتے تو اپنے مرید اور خادم خاص کا نکاح کرنے کی بجائے اسے مجرد رہنے کی تلقین فرماتے۔ حضرت والا شان کی دعا سے حضرت شیخ ہندی قدس سرہ العزیز کو واحد اولاد نرینہ عطا ہوئی۔ اس خوش نصیب بچے کا نام خود حضرت نے لطف اللہ (لطفی) رکھا اور اسے پدرانہ شفقت کے انداز میں لاڈ لڈاتے اور گود میں کھلاتے رہے۔ ثابت ہوا ہے کہ حضرت نے کسی منفی جذبہ کے تحت نہیں بلکہ خاص وجوہ کی بنا پر اپنے لئے مجردانہ زندگی اختیار فرمائی۔

حلیہ ولباس مبارک: خانوادہ حضرت شیخ ہندی قدس سرہ العزیز کی روایت کے مطابق حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ کا حلیہ مبارک یوں تھا۔ قد میانہ جسم سڈول اور گٹھا ہوا۔ جس کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں۔ فراخ سینہ اور ہاتھ پاؤں مناسب چہرہ زیادہ گول تھا نہ لمبا۔ سرخ و سفید چمکدار رنگت، کشادہ جبیں اور بال سیاہ و سفید گھنے، بڑی اور غلافی آنکھوں پر خمدار گھنی ابرو، ستواں ناک، درمیانے ہونٹ، رخسار ابھرے ہوئے، ریش مبارک گھنی، مضبوط اور چوڑے شانوں پر اٹھتی ہوئی گردن، کلائیاں گول اور بھری ہوئیں اور ہاتھ پاؤں میانہ تھے۔ آپ کی شخصیت بڑی جاذب نظر اور پرکشش تھی۔ (سرتاج اولیاء ص ۳۵)

لباس: حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ تن ڈھانپنے کیلئے کسی خاص وضع قطع کے لباس کا تکلف نہ فرماتے تھے بلکہ جو میسر آتا تھا وہی پہن لیتے تھے۔ آپ نے کشف المحجوب میں فرمایا! "ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس نے پوشش کے بارے میں تکلف نہیں کیا۔ رب تعالیٰ نے انہیں گدڑی دی وہ زیب تن کر لی، اگر قبا دی تو پہن لی اور

اگر برہنہ رکھا تو برہنگی میں بھی صبر شکر ادا کیا۔ میں نے اسی مسلک اعتدال کو اختیار رکھا ہے اور لباس کے بارے میں مجھے یہی طریقہ پسند ہے۔" (کشف المحجوب) مزید فرمایا! کوئی شخص فقیرانہ لباس، اگر اس لئے پہنتا ہے کہ اللہ کے حضور اس کے خاص بندوں میں اس کا شمار ہو تو اللہ خاص لباس کے بغیر بھی اپنے بندوں کو جانتا ہے۔ اگر کوئی خاص لباس اس لئے پہنتا ہے کہ مخلوق اسے اللہ کا ولی سمجھے۔ اس صورت میں اگر وہ واقعی اللہ کا ولی ہے تو یہ ریا ہے اور اگر وہ فی الحقیقت اللہ کا ولی نہیں تو یہ منافقت ہے۔ یہ راستہ انتہائی دشوار اور پرخطر ہے اہل حق اس سے بلند و بالا ہیں کہ ان کی معرفت اور شناخت کسی قسم کے کپڑوں سے کی جائے۔ (کشف المحجوب) مزید فرمایا! "اگر خرقہ پہنانے والا میدان طریقت میں ایسی قوت کا مالک ہو کہ ایک ہی نگاہ شفقت سے بیگانے کو آشنا کر دے تو ایسی ہستی اگر کسی گناہ گار کو خرقہ پہنا دے تو وہ اولیاء اللہ میں سے ہو جائے۔"

حضور داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے جب رائے راجو کو حلقہ بگوش اسلام کیا تو اس کا جوگیانہ لباس اتروا کر اپنا پیرہن زیب تن کرا دیا۔ اس شفقت سے رائے راجو فوراً حق آشنا ہو گیا اور شیخ ہندی کے لقب سے امر ہو گیا۔ مزید فرمایا! صوفیاء کا کوئی لباس مقرر نہیں، کبھی گدڑی اوڑھ لیتے، کبھی پشم کا لباس اور کبھی سفید لباس زیب تن کرتے، غرضیکہ جیسا لباس میسر آتا وہ پہن لیتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان جلد ہی کسی چیز کا عادی ہو جاتا ہے اور اسے اس چیز سے الفت ہو جاتی ہے۔ جب کوئی عادت پختہ ہو جاتی ہے تو وہ طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اس طرح وہ بندے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے درمیان حجاب بن جاتی ہے۔" (کشف المحجوب)

مزید فرمایا! "میں (علی بن عثمان جلابی) نے لباس صوفیاء کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے ہر سالک راہ کو چاہیے کہ وہ اس کا ایک نسخہ برائے مطالعہ اپنے پاس رکھے۔" افسوس کہ کشف المحجوب کے سوا آپ کی کوئی کتاب دستیاب نہیں۔

ارشادِ گنج بخش رحمہ اللہ: "ملحدین کے ایک گروہ نے اس خیال سے صوفیاء کرام سے اپنا تعلق قائم کر لیا کہ صوفیاء کے معنوی حسن و جمال کی بدولت اپنے آپ کو زمانے کے مصائب سے بچائیں اور صوفیاء کے اعزاز و اکرام کے سائے میں اپنی زندگیاں بسر کریں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمام صوفیاء کو ان پر قیاس کر لیا جائے اور ان کے متعلق بحث و مباحثہ کی جنگ چھیڑ کر حقیقی صوفیاء کی بے توقیری کی جائے۔"

شجرۂ نسب: حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ کا شجرہ نسب مبارک خانوادہ حضرت شیخ ہندی قدس سرہ

الاعز ہ کی روایت کے مطابق درج ذیل ہے۔ اکثر محققین اور تذکرہ نگاروں نے اس سے اتفاق کیا ہے: "o حضرت سیّد علی ہجویریؒ o بن حضرت سید عثمانؒ o بن حضرت سیّد علیؒ o بن حضرت سیّد عبدالرحمٰنؒ o بن حضرت سیّد عبداللہؒ (شاہ شجاع) o بن حضرت سیّد ابوالحسن علیؒ o بن حضرت سیّد حسنؒ (اصغر) o بن حضرت سیّد زید رحمہم اللہ o بن حضرت سیّد حسنؓ o بن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔"

شجرۂ نسب منظوم

شکر پر بھی شکر ہے ہر دم خدا کے واسطے
دم بدم شاکر رہو ہر دم خدا کے واسطے

دو جہاں میں تو ہی تو ہے لا الٰہ کچھ نہیں
بجز الا اللہ کچھو خود خدا کے واسطے

یہ نماز و روزہ ساری بندگی سجدہ سجود
کفر ہے ہرگز نہ کر تو جو خدا کے واسطے

بعد ہر بندگی کے پڑھ درود و نعت تو
فرض پر یہ فرض پڑھ خیر الوریٰ کے واسطے

دیکھئے قرآن میں خدا نے فرمایا جابجا
کس قدر رتبہ محمد مصطفےٰ ﷺ کے واسطے

خدا کے یار کے جو یار ہیں اُن پر سلام
ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ وحیدرؓ باصفا کے واسطے

محبت دل میں رکھ اُن کی جو ہیں اولیاء
پیر و مرشد علی ہجویریؒ ہادی خدا کے واسطے

معتقد شجرۂ نسب داتا ہجویریؒ کا اب سنو
جان و دل سے تم پڑھو روز جزاء کے واسطے

یا الٰہی دو جہاں کی کر مجھے قوت عطا
حیدر کرار علیؓ شیر خدا کے واسطے

یا الٰہی دم بدم قربان ہو میرا جان و دل
اُس حسنؓ خستہ جگر صاحب لوا کے واسطے

یا الٰہی دو جہاں میں شاد اور آباد رکھ
سیّد زیدؓ سخا اہلِ وفا کے واسطے

یا الٰہی کفر و شرک وغیر سے دل پاک کر
اُس حسین اصغرؒ سراسر باصفا کے واسطے

یا الٰہی فرض وسنت پر مجھے تو قائم رکھ
ابو الحسن پیارے علیؒ رہنما کے واسطے

یا الٰہی دے توفیق عشق احمد ﷺ کی مجھے
اُس شاہ شجاع یوسف لقا کے واسطے

یا الٰہی ذات واحد کا مجھے تو عبد رکھ
عبد الرحمٰنؒ باصفا وباوفا کے واسطے

یا الٰہی فقر کی نعمت سے دل معمور کر
بادشاہ سیّد علیؒ ہر دوسرا کے واسطے

یا الٰہی کر نہ تو محتاج مجھ کو غیر کا
زیر دامن اپنے رکھ عثمانؒ حیا کے واسطے

یا الٰہی تو خدا، دو جہاں کا گنج بخشؒ
گنج بخشؒ مخدوم علیؒ صاحب سخا کے واسطے

یا الٰہی کر عطا مجھ کر غلامی اپنے دربار کی
فرید روشن شیخ ہندیؒ باخدا کے واسطے

یا الٰہی اب مصنف کو تو وہ انعام بخش
نفس کی خواہش جو ہے داتا خدا کے واسطے

شجرۂ طریقت: حضرت سیّد علی ہجویری رحمہ اللہ طریقت میں مسلک جنیدیہ کے متبع تھے۔ آپ کا شجرہ طریقت دس واسطوں سے سید المرسلین حضرت محمد ﷺ تک پہنچتا ہے۔ o حضرت سیّد علی ہجویری کی بیعت وخلافت شیخ ابو الفضل محمد بن حسن ختلی سے، o آپ کی شیخ ابوالحسن علی ابراہیم حصری سے o آپ کی شیخ ابو بکر بن ذلف بن جحدر شبلی سے، o آپ کی شیخ ابو القاسم جنید بن محمد الجنید القواریری بغدادی (م ۲۹۵ھ) سے، o آپ کی شیخ ابوالحسن سری بن مغلس سقطی (م ۲۵۳ھ) سے، o آپ کی شیخ ابو محفوظ معروف فیروز الکرخی (م ۲۰۱ھ) سے، o آپ کی شیخ ابوسلیمان داؤد بن نصیر الطائی (م ۱۶۵ھ) سے، o آپ کی شیخ حبیب عجمی (م ۱۵۶ھ) سے، o آپ کی شیخ ابو علی الحسن بن ابی الحسین البصری (م ۱۱۰ھ) سے، o آپ کی شیخ المشائخ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے o اور آپ کی بیعت وخلافت خواجہ کون ومکان سید الرسل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے تھی۔

شجرۂ طریقت منظوم

طے کیا ہجویر سے لاہور کا مشکل سفر
آپ کو مقصود تھی رب کی رضا یا گنج بخشؒ

ہو رقم کس سے تمہارا مرتبہ یا گنج بخشؒ
ہیں ثناء خواں آپکے شاہ وگدا یا گنج بخشؒ

بحر غم میں ہوتی ہے زیر و زبر کشتی میری
لو خبر بہر محمد مصطفےٰ ﷺ یا گنج بخشؒ

مہرباں ہو کر ہماری مشکلیں آساں کرو
صدقہ حضرت علی المرتضےٰؓ یا گنج بخشؒ

از پئے خواجہ حسن بصریؒ مجھے ہونے نہ دو
پھندۂ حرص وہوا میں مبتلا یا گنج بخشؒ

از برائے طاعت حضرت حبیب عجمیؒ کرو
نور ایماں سے منور دل میرا یا گنج بخشؒ

حضرت داؤد طائیؒ پیر کامل کی طفیل
کیجئے حاجتیں سب کی روا یا گنج بخشؒ

اپنے معروف کرخی" خواب میں آکر مجھے / چہرۂ پرانور دکھا دو برملا یا گنج بخش"
برائے سری سقطی رہے لب پہ میرے / اسم اعظم آپ کا جاری سدا یا گنج بخش
اپنے الطاف وکریم وفیوضات جنید" / ہو ہمارے حال پر نظرِ عطا یا گنج بخش
برائے حضرت ابوبکر شبلی سرکار نامدار / ہو ہمارے دل کا حاصل مدعا یا گنج بخش
اپنے حضرت علی حصری مجھے کر دو رہا / ہوں گرفتارِ غم ورنج وبلا یا گنج بخش
برائے حضرت ابوالفضل ختلی ں جلوہ نما / ہر گھڑی دل میں تصور آپ کا یا گنج بخش
علی مخدوم ہجویری برائے ذات خویش / غیر کا ہونے نہ دو مجھ کو گدا یا گنج بخش
ہندی" پہ پڑی لطف وکرم کی جب نظر / کردیا قطرے سے دریا آپ نے یا گنج بخش
حضرت خواجہ معین الدین" ، فرید الدین" کو / گنجِ عرفاں آپ کے در سے ملا یا گنج بخش
اس بشر کے ہوگئے فوراً سبھی مطلب روا / صدق دل سے جس نے پڑھایا گنج بخش
کے دربارِ عالی میں کیا جس نے سوال / آپ نے بخشا اسے گنج بے بہا یا گنج بخش

کس کے در پہ ظہور الدین کرے جاکر سوال
آپ کے دربارِ عالی کے سوا یا گنج بخش"

ولادت ووصال: حضرت سیدعلی ہجویری رحمہ اللہ غزنی کے خانوادہ سادات جو علم وعرفاں کے سبب معروف ومحترم تھا کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کی ولادت ۴۰۰ھ میں اس وقت کے عروس البلاد غزنی کی ایک آبادی جلاب میں ہوئی۔

تحقیق سنِ ولادت: حضرت سیدعلی ہجویری رحمہ اللہ کے سالِ ولادت کے بارے میں آرا مختلف ہیں۔ خانوادہ حضرت شیخ ہندی کی روایت کے مطابق آپ رحمہ اللہ ۹ محرم الحرام ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ جن تذکرہ نگاروں نے سالِ ولادت ۴۰۰ھ قرار دیا ہے درج ذیل ہیں۔ محمد دین فوق "داتا گنج بخش"۔ صباح الدین عبدالرحمٰن "بزم صوفیہ"۔ بشیر احمد سعدی۔ "داتا گنج بخش، دس ولی"۔ شیخ محمد اکرم" آب کوثر" غلام جیلانی مخدوم "سیرت گنج بخش"۔ مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری "مدینۃ الاولیاء"۔ محمد مسعود کھدر پوش "گنج بخش"۔ عالم فقری "گلزار صوفیاء" اعجاز الحق قدوسی "اقبال کے محبوب صوفیاء" پیر محمد کرم شاہ "مقدمہ بر اردو

ترجمہ کشف المحجوب"۔ شمس بریلوی" دیباچہ بر اردو ترجمہ کشف المحجوب"۔ واحد بخش سیال چشتی "شرح کشف المحجوب" محمد شریف صابر" جانکاری بر پنجابی ترجمہ کشف المحجوب" محمد نصیب "صاحب وقت"۔ سید رئیس احمد جعفری ندوی "انوار الاولیاء"۔ محمد منیر قریشی "پیر کامل"۔ حلیم حسن مرزا "حضرت والا گنج بخش"۔ پروفیسر طفیل سالک "داتا گنج بخش"۔ پروفیسر غلام سرور رانا "حضرت داتا گنج بخش"۔ خالد محمود "داتا گنج بخش اور اُن کا عہد"۔ ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی "لاہور میں اسلام کے سفیر"۔ مولانا ضیاء اللہ قادری "حکایت اولیاء" اے جی سکندر شیخ "مقام فقر حضرت داتا گنج بخش"۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم شاہ "مقالہ علی ہجویری اور علامہ اقبال مجلہ معارف اولیاء" سعیدہ وحید "سوانح حیات حضرت علی ہجویری" سید محمود احمد رضوی مجلت روزہ رضوان داتا گنج بخش نمبر ا اکتوبر ۱۹۵۲ء"۔ ابو العاصم حماد ہجویری قادری "حیات وتعلیمات حضرت داتا گنج بخش رتذکرہ سرتاج اولیاء"

"آپ کی ولادت ۴۰۰ھ/۱۰۱۰ء میں ہوئی۔" (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۹ ص ۹۱ جامعہ پنجاب لاہور) "آپ ۴۰۰ھ کے نواح، یعنی پانچویں صدی کے عین آغاز میں پیدا ہوئے۔" سید ہاشمی فرید آبادی (ماثر لاہور ص ۱۹۱) "حضرت کا سالِ ولادت ۴۰۰ھ کے لگ بھگ قرار دیا جاسکتا ہے" حضرت حکیم محمد موسیٰ (دیباچہ کشف المحجوب ص ۱۲) یہ کہا جاسکتا ہے کہ داتا صاحب ۴۰۰ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے ہوں گے" خالد محمود (داتا گنج بخش اور اُن کا عہد) اس کے علاوہ دیگر سینکڑوں اہل قلم سن ولادت ۴۰۰ھ پر متفق ہیں۔ چند ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی اختلافی رائے ظاہر کی ہے۔ جو درج ذیل ہیں۔ "آپ کی پیدائش دسویں صدی عیسوی کے آخر یا گیارہوں صدی کے ابتدائی عشرے میں ہوئی۔" رینالڈ اے نکلسن (انگریزی ترجمہ کشف المحجوب ص ۱۱ دیباچہ) "شیخ علی ہجویری جو داتا گنج بخش کے نام سے زیادہ مشہور ہیں وہ ۱۰۰۹ء کے قریب پیدا ہوئے۔" "آپ کی ولادت پانچویں صدی کے شروع میں ہوئی ہوگی۔" ڈاکٹر محمد شفیع مولوی (مقالات دینی وعلمی جلد اول ص ۲۲۳) "بعض لوگوں نے انکا سال پیدائش ۴۰۰ھ لکھا ہے لیکن یہ یقینی نہیں کہا جاسکتا" ڈاکٹر معین الحق (معاشرتی وعلمی تاریخ ص ۲۱) "آپ کی ولادت ماہ ربیع الاول ۳۷۳ھ میں ہوئی۔" حافظ عبداللہ فاروقی، مصباح الحق صدیقی (حیات وتعلیمات حضرت داتا گنج بخش (انگریزی) ص ۱۳۸/۱) "اندازاً آپکا زمانہ ولادت ۳۸۱ھ تا ۴۰۱ھ کے درمیان متعین کیا جاسکتا ہے" مولانا محمد متین ہاشمی سید ہجویر ص ۱۳۰)

تحقیق سنِ وصال: حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ کا وصال مبارک خانوادہ حضرت شیخ ہندی قدس سرہ العزیز کی روایت کے مطابق ۹ محرم الحرام ۴۶۵ھ بعد از نماز ظہر ہوا، نماز عصر سے قبل آپ کے جسم اطہر کو حضرت شیخ ہندی قدس سرہ العزیز نے اپنے ہاتھوں سے غسل دیا، تکفین فرمائی اور نماز مغرب کے بعد نماز جنازہ پڑھا کر آپ ہی کے حجرہ شریف میں دفن فرمایا۔ حضرت کے مزار مبارک پر نصب سنگ مرمر کی تختی پر بھی تاریخ وصال ۴۶۵ھ کندہ ہے۔ اس سن وصال پر جمہور کا اتفاق ہے۔ عرس مبارک چالیس دن بعد ۱۹ صفر کو ہر سال ہوتا ہے۔

جن محققین اور تذکرہ نگار حضرات نے سن وصال ۴۶۵ھ سے اتفاق کیا ہے اُن کے نام یہ ہیں ۔ مولانا جامی لاہور قطعہ تاریخ ۴۶۵ھ نظم کیا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے "مآثر الکرام" میں۔ گنیش داس وڈیرا نے "چار باغ پنجاب"۔ سامی بیگ نے "قاموس الاعلام"۔ صباح الدین عبدالرحمن نے "بزم صوفیہ"۔ امام بخش نے "حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار"۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے "تاریخ مخزن پنجاب و خزینۃ الاصفیاء"۔ محمد دین فوق نے "سوانح عمری حضرت داتا گنج بخش"۔ نور احمد چشتی نے "تحقیقات چشتی"۔ شمس العلماء سید محمد لطیف نے "تاریخ لاہور"۔ رائے بہادر کنہیا لال نے "تاریخ لاہور"۔ شمس العلماء مولوی سید احمد دہلوی نے "فرہنگ آصفیہ"۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی نے "تصوف اسلام"۔ اسماعیل پاشا بغدادی نے "اسماء المصنفین"۔ ملک الشعراء بہار نے "سبک شناسی" میں۔ رحمان علی نے "تذکرہ علمائے ہند"۔ شیخ حامد کشمیری نے "شرح نفحات الانس"۔ ہدایت حسین نے "دائرۃ المعارف"۔ فقیر محمد جہلمی نے "حدائق الحنفیہ"۔ سید عبدالحی حسنی نے "نزہۃ الخواطر"۔ شیخ محمد اکرام نے "آب کوثر" میں۔ پیر غلام دستگیر نامی نے "بزرگان لاہور"۔ مورخ لاہور میاں محمد دین کلیم قادری نے "مدینۃ الاولیاء"۔ سید محمد متین ہاشمی نے "سید ہجویر"۔ پیر محمد کرم شاہ نے "مقدمہ اردو ترجمہ کشف المحجوب"۔ میاں طفیل محمد نے "حالات زندگی بر اردو ترجمہ کشف المحجوب"۔ مولانا شمس بریلوی نے "دیباچہ اردو ترجمہ کشف المحجوب"۔ سید رئیس احمد جعفری ندوی نے "انوار الاولیاء"۔ ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی نے "لاہور میں اسلام کے سفیر"۔ محمد شریف صابر نے "پنجابی ترجمہ کشف المحجوب"۔ اعجاز الحق قدوسی نے "اقبال کے محبوب صوفیاء"۔ علامہ محمود احمد رضوی نے "تذکرہ مخدوم علی ہجویری"۔ ابوالعاصم حماد نے "حیات و تعلیمات حضرت داتا گنج بخش، تذکرہ سرتاج اولیاء" میں اور نواز رومانی نے "بزرگ" میں، ڈاکٹر طاہر رضا بخاری اور پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

نے "مجلہ معارف اولائی" شمارہ ۲ میں آپ کا سن وصال ۴۶۵ھ لکھا ہے۔

دارا شکوہ نے "سفینۃ الاولیاء" میں ۴۵۶ھ اور ۴۶۴ھ۔ لعل بیگ لعلی نے "ثمرات القدس" میں ۴۵۶ھ۔ ڈاکٹر قاسم غنی نے "تاریخ تصوف در اسلام جلد دوم" میں ۴۷۰ھ اور نکلسن نے "دیباچہ کشف المحجوب انگریزی ترجمہ" میں ۴۶۵ھ یا ۴۶۹ھ کو سال وفات قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے مقالات دینی و علمی میں کشف المحجوب میں مذکورہ شیوخ کے اسماء کے ساتھ "رحمہ اللہ" یا "رضی اللہ عنہ" لکھنے کو بطور داخلی شہادت پیش کیا ہے اور باور کیا ہے کہ یہ بزرگ کشف المحجوب کی تحریر کے وقت فوت ہو چکے تھے۔ لہذا داتا صاحب ۴۷۹ھ تک بقید حیات تھے۔ عبدالحئی حبیبی نے اورینٹل کالج میگزین ۱۹۶۰ء میں اس استناد کو مزید آگے بڑھایا اور داخلی شہادتوں کے بنیاد پر لکھا ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ ۴۸۱ھ سے ۵۰۰ھ کے درمیان فوت ہوئے۔ حضرت حکیم محمد موسیٰ رحمہ اللہ نے اپنے تحقیقی دیباچہ کشف المحجوب میں رقم فرمایا ہے کہ "حضرت کا وصال ۴۵۶ھ یا ۴۸۱ھ سے ۵۰۰ھ کے درمیان قطعاً غلط ہے ۴۶۵ھ تا ۴۶۹ھ قرین صحت سمجھا جاسکتا ہے۔"

کشف المحجوب کے چند مختلف ایڈیشنوں کی درج بالا شہادت کی بنیاد پر حتمی رائے قائم کرنا مناسب نہیں۔ ایسی بات اس وقت حق الیقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے جب صاحب کتاب کے اپنے ہاتھ کا لکھا خطی نسخہ میسر ہو۔ کاتبوں کے حک و اضافہ کی بنیاد پر تحقیق کو حتمی قرار دینا اور اس پر اصرار کرنا باعث حیرت ہے۔ حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ کے سال ولادت اور وصال میں اختلاف کے باوجود یہ بات یقینی ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کا دور پانچویں صدی ہجری پر محیط ہے۔

ارشاد گنج بخش رحمہ اللہ:

"جو لوگ دنیاوی عزت و شہرت اور جاہ و منصب کی خاطر علم حاصل کرتے ہیں اور انہیں نفس علم سے کوئی سروکار نہیں ہوتا وہ لوگ یقیناً علم سے بے بہرہ اور جاہل ہیں۔ درحقیقت ایسے لوگ عالم کہلانے کے مستحق ہی نہیں اس لئے کہ جاہ و منصب کی خواہش وطلب جہالت کی باتیں ہیں۔ بے علم سے بلند تر درجہ و مرتبہ اور کوئی ہے ہی نہیں علم وہ نعمت ہے جس کے ذریعے انسان بلند مقام تک پہنچتا ہے۔ جو لوگ علم کے ظاہری مرتبہ سے ناواقف ہیں بھلا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے اسرار کو کیسے جان سکیں گے۔"

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول ﷺ

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر محمد زبیر صاحب پرنسپل رکن الاسلام

حاضرین کرام: حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی اپنے کمالات کے لحاظ سے اپنے اوصاف کے لحاظ سے اپنی صفات کے لحاظ سے اس صدی کی ایسی محیر العقول شخصیت ہے کہ جس نے بڑے بڑے عقلاء کی عقلوں کو ورطہ حیرت میں ڈال رکھا ہے۔

کوئی کہتا ہے کہ وہ بہت بڑے محدث تھے کوئی کہتا ہے کہ ان جیسا مفسر کوئی نہیں گزرا اس صدی میں کوئی کہتا ہے کہ ان کی ۱۲ ضخیم جلدوں پر مشتمل فتاویٰ رضویہ دیکھو تو پتہ چلتا ہے ان جیسا فقیہ نہیں گذرا کوئی کہتا ہے کہ اپنے وقت کے بہترین نثر نگار بھی تھے اور نظم نگار بھی تھے اور ان جیسا شاعر کوئی نہیں ہوا کوئی کہتا ہے جغرافیہ میں بھی بڑے ماہر تھے حساب کے اندر بھی بڑے ماہر تھے سائنس کے اندر بھی دسترس رکھتے تھے۔ میں کہتا ہوں ہاں یہ سب چیزیں اپنی جگہ پر بے شک امام اہلسنت بہترین مناظر بھی تھے بہترین فقیہ بھی تھے بہترین عالم بھی تھے بہترین مدرس بھی تھے بہترین مفکر بھی تھے بہترین مفسر بھی تھے بہترین محدث بھی تھے بہترین سائنس دان بھی تھے بہترین مفتی بھی تھے لیکن میری نظر میں ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مصطفیٰ ﷺ کے سچے عاشق بھی تھے۔

کہنے کو تو ہم سب کہتے ہیں کہ ہم بھی عاشق مصطفیٰ ﷺ ہیں بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی عاشق ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ واقعی یہ شخصیت صحیح معنوں میں عاشق مصطفیٰ تھی یا نہیں۔ عشق کے کچھ دستور ہیں عشق کی کچھ علامتیں ہیں وہ علامتیں پائی جائیں تو سمجھ لیں کہ واقعی یہ سچا عاشق ہے اور اگر وہ علامتیں نہ ہوں تو سمجھ لیں اپنے دعویٰ عشق میں جھوٹا ہے مثلاً ایک عشق کی نشانی یہ بھی ہے اور علامت یہ بھی ہے کہ جس سے محبت ہو جائے اور جس سے عشق ہو جائے عاشق اپنے محبوب کو تمام خوبیوں کا جامع سمجھتا ہے اور وہ کہتا ہے میرے محبوب میں کوئی برائی نہیں ہے میرے محبوب میں

کوئی عیب نہیں ہے میرے محبوب میں کوئی نقص نہیں ہے کسی نے پوچھا مجنوں سے کہ کس کالی کلوٹی پر تو عاشق ہو گیا کہنے لگا تو ارے دیکھو مجنوں کی آنکھ سے پھر پتہ چلے گا کیا مقام ہے لیلیٰ کا محبت کی آنکھ سے دیکھو تب پتہ چلے گا جس کے اندر کوئی عیب ہو اسکے باوجود محبت ہو جائے تو محبوب میں عیب نظر نہیں آتا ہے تو پھر وہ ذات جس کے اندر رب نے کوئی عیب رکھا ہی نہیں ہے جس میں رب نے کوئی نقص رکھا ہی نہیں ہے وہ آقا مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی ہے اس پر امام احمد رضا عاشق تھے اور ایسا عاشق تھا وہ کہتا ہے۔ اپنے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں یہ پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ارے کائنات پر نگاہ ڈال تجھے مختلف حسن نظر آئیں گے ہر حسن کے ساتھ کوئی نہ کوئی عیب بھی نظر آئے گا کوئی نہ کوئی خامی بھی نظر آئے گی چمنستان میں نکل جا گلستان میں نکل جا ایک سے ایک اچھا پھول نظر آئے گا لیکن رب نے پھول کے ساتھ کانٹے بھی رکھ دیے ہیں پھول کے ساتھ زوال بھی رکھ دیا ہے ہاں یہ عیب اس کے اندر موجود ہے تو نکل جا شمع کو دیکھ وہ روشنی دیتی ہے روشن کر دیتی ہے تاریکیوں کو دور کر دیتی ہے لیکن رب نے اس کے ساتھ بھی کوئی نہ کوئی عیب رکھا ہے کہ دھواں اس کے اندر موجود ہے لیکن امام اہلسنت فرماتے ہیں دنیا پر نگاہ ڈال جہاں تجھے حسن نظر آئی گی وہاں تجھے کوئی نہ کوئی خامی عیب نظر آئے گا لیکن اس رب کائنات نے اس ارض وسماوی کے اندر ایک ایسا حسن بھی پیدا کیا ہے میرے آقا محمد ﷺ کا کہ جس میں رب نے کوئی عیب چھوڑا ہی نہیں ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں۔

ارے میں تو ہی کہتا ہوں کہ اس کے اندر عیب پایا جائے گا یہ ہے محبت کی بات آج محبت کا دعویٰ کرنے والے بہت ملیں گے اور نبی کی بارگاہ میں عیب بھی نکال رہے ہیں کئی کہتے ہیں کہ نبی کو تو کچھ آتا نہیں ہے نبی تو کچھ جانتے نہیں ہیں نبی دیوار کے پیچھے بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں نبی کو کچھ طاقت نہیں ہے مکھی بھی نہیں اڑا سکتے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

ارے یہ کیسا عشق ہے یہ کیسی محبت ہے نبی سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہوا نکے بھی علم

میں کمی نکالتے ہو کبھی حلم میں کمی نکالتے ہو کبھی طاقت وقدر میں کمی نکالتے ہو۔ امام اہلسنت نے فرمایا یہ تو وہ ذات ہے اگر تجھے سچی محبت ہے تو کہہ دے کہ یہ تو وہ ذات ہے کہ جس میں بالفضل نقصان کا ہونا تو دور کی بات ہے اس کے اندر تو کسی عیب کا گمان بھی نہیں ہو سکتا یہاں تو نقصان کا گمان بھی نہیں ہے اللہ نے ایسی حسین ذات پیدا کی ہے اور حضرت حسان نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ خلقت مبرا عن من کل عیب کا عن لقد خلقت مبرا۔ اے محبوب اللہ نے آپ کو ایسا پیدا کیا ہے کہ کوئی عیب نہیں رکھا تمام عیوب سے پاک پیدا کیا ہے۔ امام اہلسنت بھی اسی عشق کی منزل پر پہنچے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں میرے نبی کو اللہ نے تمام عیوب سے پاک پیدا کیا پتہ چلا یہ سچا عشق ہے جو اپنے آقا کی تعریف کر رہا ہے ایک اور عاشق کا دستور ہے ایک اور اسکی نشانی ہے وہ نشانی یہ ہے کہ جب کسی سے محبت ہو جائے تو پھر آدمی اسکی برائی سن نہیں سکتا جس سے محبت ہو جائے آپ نے دیکھا ہوگا اخبارات بھی آپ پڑھتے رہتے ہیں کہ فلاں کی فلاں سے لڑائی ہوگئی کیوں کہ اس نے دوسرے کے لیڈر کو برا کہہ دیا اسے کہہ دیا کہ بھئی تمہارا لیڈر تو اچھا نہیں اسکو محبت تھی اپنے لیڈر سے کسی نے اس کی برائی کردی اسکو برا لگ گیا کیوں اس لیے کہ اسکے لیڈر کی آپ نے برائی کی تھی کہ جس لیڈر کی محبت اسکے دل میں ہے۔

امام اہلسنت شاہ احمد رضا بریلوی اسی عشق کی منزل پر پہنچے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس دور کے اندر جب لوگوں نے اپنی کتابوں میں ہمارے آقا محمد مصطفی ﷺ کی امام احمد رضا کے محبوب کی برائیاں کرنی شروع کیں اسکی توہین کرنا شروع کی ان کے لیے نازیبا کلمات کہنے شروع کیے اپنی کتابوں میں لکھا اس دور کے اندر لکھا معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر نہ کفر باشد خدا کی قسم ہمیں تو اس کو دہراتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لکھا انہوں نے اپنی کتابوں کے اندر کہ اگر نبی کا نماز میں تصور آ جائے خیال آ جائے تو گدھے کے اور زنا کے خیال سے بدتر ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اب آپ اندازہ کریں کہ ایک عاشق رسول ﷺ کب گوارا کر سکتا تھا کہ اس کے نبی کی شان میں اور اس کے محبوب کی شان میں نازیبا کلمات کہے جائیں یہی وجہ ہے کہ امام اہلسنت کلاشنکوف لے کر سامنے نہیں آئے کوئی بندوق سامنے نہیں لائے فرمایا میرا ہتھیار تو یہ قلم ہے قلم لے کر سامنے آ گئے

اب کتابیں لکھنی شروع کیں اب ان کا جواب دینا شروع کیا کیسے تم کہتے ہو میرے نبی کی شان میں گستاخیاں کس طرح کرتے ہو میرے آقا کی شان میں گستاخیاں؟

اس کی شان تو یہ ہے اس کا مقام تو یہ ہے جو رب کائنات نے قرآن حکیم میں بیان کیا ہے۔ ولو انھم ۔۔۔۔ کسی مقام پر فرمایا لاترفعو اصوا تکم ۔۔۔۔۔ اللہ فرماتا ہے مسلمانوں نبی کی آواز سے اونچی آواز نہ کرنا۔ اگر نبی کی آواز سے اونچی آواز ہو جائے گی گستاخی ہو جائے گی اللہ فرماتا ہے۔ ان تحبط اعمالکم جتنی تم نے اب تک نیکیاں کی ہیں ساری کی ساری برباد کردوں گا اس لیے کہ تم میرے محبوب کی گستاخی کرتے ہو۔

امام اہلسنت سامنے آ گئے فرمایا مسلمانو بچو ایسے لوگوں سے ہوشیار ہو جاؤ جو نبی کا کلمہ بھی بظاہر پڑھتے ہیں جو یہ بھی کہتے ہیں ہم انہی کی امت کے اندر ہیں اور پھر نبی کی شان میں گستاخیاں بھی کرتے رہتے ہیں۔ نبی کے لیے نازیبا کلمات بھی کہتے رہتے ہیں کسی نے کہا کہ وہ آپ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ آپ کو لوگ گالیاں دے رہے ہیں امام اہلسنت نے فرمایا میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جتنی دیر وہ مجھے برا کہہ رہے ہیں اتنی دیر میرے آقا کو برا کہنے سے تو رکے ہوئے ہیں میرے لیے یہی بڑی خوش نصیبی ہے کہ میرے آقا کو تو برا نہیں کہہ رہے وہ مجھے جتنا چاہیں برا کہیں میں تو ان کا دربان ہوں ان کے در کا کتا ہوں مجھے تو برا کہتے رہیں حرج نہیں میرے آقا کو برا نہ کہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفاء کرام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد برصغیر عرب وعجم میں طویل ہے۔ چند کا ذکر جن میں آپ کے دو شہزادے ○ حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا بریلویؒ ○ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا بریلویؒ ○ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتیؒ ○ حضرت سیدنا ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ رضویؒ بانی: مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور ○ غازی کشمیر حضرت سیدنا ابو الحسنات سید محمد احمد رضویؒ ○ مفتی اعظم پاکستان حضرت سیدنا ابو البرکات سید احمد رضویؒ امیر: مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور قابل ذکر ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انبیاء علیہم السلام اور اُن کے حالات

تحریر: محمد اشرف میر

حضرت آدم علیہ السلام

ابتدائے انسان: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا اور جب اس نے زمین پر ہر قسم کی نعمتیں سجالیں تو پھر حضرت آدم (علیہ السلام) کو بنانا چاہا۔ اس نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ زمین سے نرم، سخت، سرخ، سفید مٹی لاؤ۔ چنانچہ مٹی لائی گئی جس کو خدا نے دست قدرت سے گوندھا۔ اس کا خمیر تیار کیا گیا اور پھر اس خمیر سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا۔ اس کے بعد خدا نے اپنی روح کو اس پتلے میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ روح مٹی کے اس پتلے میں داخل ہونے سے گھبرائی پھر حکم ہوا کہ روح داخل ہو جا تجھے کچھ مدت کے بعد آزاد کر دیا جاوے گا۔ اس تسلی سے روح حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے میں داخل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے روح کی عزت اور بزرگی بڑھانے کے لئے اپنے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر شیطان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ خدا نے شیطان کو پسند نہ کیا۔ مگر شیطان اسی روز سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد یعنی انسان کو گمراہ کرتا چلا آرہا ہے۔ خدا کے نیک اور عبادت گذار بندے شیطان کے دھوکے میں نہیں آتے۔ ایسے تمام انسانوں پر خدا تعالیٰ اپنی رحمتیں بھیجتا رہتا ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتے سجدہ کر چکے تو خدا کے حکم سے اسے بہت خوبصورت لباس پہنا کر جنت میں رہنے کیلئے لے گئے۔ جہاں بڑی عزت سے آپ کو رکھا گیا۔ ہر طرح کی نعمت سے نوازا گیا مگر وہاں حضرت آدم علیہ السلام تنہائی محسوس کرنے لگے۔ وہ اکثر گھبرا جایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ نیند میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے بی بی حوا علیہا السلام کو آپ کی بائیں جانب کی پسلی سے پیدا کیا۔ اور اس طرح وہ دونوں جنت میں بہت خوش و خرم رہنے لگے اور خدا کی عبادت کرتے رہے۔ ایک دن شیطان

نے ان کو دھوکے میں ڈالا جس کی وجہ سے ان دونوں سے لغزش ہوئی۔ خدا نے ان دونوں کو حکم دے رکھا تھا کہ فلاں درخت کا پھل مت کھانا۔ مگر وہ شیطان کے دھوکے میں آکر وہی پھل کھا گئے۔ جس پر خداوند کریم نے ان دونوں کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔ جس دن حضرت آدم اور بی بی حوا علیہما السلام کو جنت سے نکالا گیا اسی دن سے انسان کی پیدائش زمین پر شروع ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں سب سے پہلے دولڑکے قابیل اور ہابیل پیدا ہوئے۔ ان کی ایک بہن جو دنیا میں سب سے پہلی عورت بھی وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں پیدا ہوئی۔ دونوں بھائیوں میں سے ہر ایک نے اپنی اس بہن سے شادی کرنی چاہی جس کی وجہ سے ان دونوں میں ایک دوسرے کے خلاف حسد پیدا ہو گیا اور دونوں آپس میں لڑ پڑے (یہ واقعہ مفسرین لکھتے ہیں) آخر قابیل کے ہاتھوں ہابیل قتل ہو گیا۔ دنیا میں یہ پہلا قتل تھا جس سے حسد اور قتل کی رسم نے جنم لیا اور روز بروز بڑھتی چلی گئی اور یوں ایک انسان دوسرے کے ہاتھوں قتل ہونا شروع ہوا۔ خداوند کریم نے شروع ہی سے آدم کی اولاد یعنی انسان کو دنیا میں رہنے کے طریقے بتا دیے تھے اور یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ تمام کائنات اور مخلوقات کا مالک اللہ تعالیٰ خود ہے۔ دنیا کا حاکم بھی وہی ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ کسی دوسرے کی عبادت کرنا شرک ہے۔ ان تمام ہدایات کے باوجود انسان جب نسل در نسل مختلف گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم ہوا اور زمین پر پھیلتا چلا گیا تو وہ اس قدر گمراہ ہوا کہ اسے اچھائی، برائی کی کوئی تمیز نہ رہی۔ لوٹ مار، لڑائی، قتل، بدکاری غرضیکہ تمام طرح طرح کی برائیاں اس کی زندگی کا شغل بن گئیں۔ اور زمین و آسمان کی غیر انسانی اور مادی ہستیوں کو خدائی میں شریک کرنے لگا۔

چونکہ انسان ہمیشہ بتائے ہوئے راستے سے گمراہ ہوتا رہا ہے اس لئے اسے سید ھا راستہ اور خدا کا قانون بتانے کیلئے خدا کی طرف سے رہنمائی کا انتظام ہوتا رہا اور ان ہی لوگوں میں سے وہ اپنی پسند کا ایک انسان چنتا جو ظاہر، باطن، صورت، سیرت، اخلاق، اعمال ہر لحاظ سے پاک صاف ہوتا۔ اس میں اعتدال، شوق عبادت ہوتا۔ وہ دنیاوی خواہشات اور ماحول کے اثرات سے بالکل محفوظ ہوتا۔ اسے نبوت دیتا تاکہ بنی آدم کو سیدھے راستے کی طرف دعوت دے۔ خدا کی طرف سے نبیوں اور پیغمبروں کا سلسلہ مختلف قوموں میں ہزار ہا برس تک چلتا رہا۔ ان سب کا ایک ہی دین تھا۔ لوگوں کو چاند، ستاروں، آگ، پانی، سورج، بتوں کی پوجا سے منع کیا۔ خدا کی عبادت کرنے کا سبق دیا مگر اکثر لوگ گمراہ ہی رہے اور خدا کے عذاب میں پھنس کر برباد ہوتے رہے۔ دنیا میں نبی تین طرح کے زمانے میں آتے رہے ہیں۔ پہلا زمانہ

حضرت آدم سے شروع ہو کر حضرت نوح تک ختم ہوتا ہے۔ دوسرا حضرت نوح سے حضرت موسیٰ تک آتا ہے۔ تیسرا اور آخری زمانہ حضرت موسیٰ سے شروع ہو کر ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تک ہے جہاں پر خداوند کریم کے فرمان کے مطابق نبوت ختم ہو جاتی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ہمارے رسول کریم آخری نبی اور سب نبیوں کے سردار ہیں۔

حضرت شیث علیہ السلام: سب سے پہلے دور میں حضرت آدم ہی پہلے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا کلام جبرائیل فرشتہ کے ذریعے نازل ہوا۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے تھے جن میں سے دو لڑکے قابیل اور ہابیل ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ آپ کا تیسرا لڑکا حضرت شیث تھا۔ حضرت آدم نے ۹۳۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت آدم کی وفات کے بعد حضرت شیث نبی بنے اور خدا کی وحدانیت کا درس دیا ان ہی کی اولاد نسل در نسل چل کر حضرت نوح تک پہنچی۔ اس دور میں لوگ زیادہ تر بتوں کو پوجتے تھے۔ اس دور میں جو بھی نبی آیا اس نے اپنی قوم کو بت کی پوجا سے منع کیا مگر وہ لوگ باز نہ آئے۔ آخر ان گمراہ لوگوں پر خدا کا عذاب آتا اور تباہ ہو جاتے جو کوئی نبی کی پیروی کرتا اور خدا کا حکم مان جاتا اس پر بہت سی رحمتیں نازل ہوتیں۔ دوسرا دور حضرت نوح سے شروع ہو کر حضرت موسیٰ تک آتا ہے۔ اس زمانے میں جو بھی نبی بھیجا گیا خدا تعالیٰ نے اسے معجزے عطا کئے تا کہ ان کو دیکھ کر گمراہ اور کافر لوگ سیدھے راستے پر آ سکیں۔ جب بھی کوئی قوم اپنے نبی کو کوئی شرط پیش کرتی تو وہ ان کو اپنے معجزے دکھاتا تا کہ لوگ خدا کی وحدانیت کا اقرار کر سکیں۔ اور اسی کی عبادت کریں۔ مگر کافر لوگ اکثر خدا کے بھیجے ہوئے نبیوں کا مذاق اڑاتے اور عذاب سے تباہ ہوتے رہے۔ یہ عذاب، آندھی، طوفان، زلزلہ کی شکل میں آتے رہے۔

تیسرا اور آخری زمانہ حضرت موسیٰ سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں سب سے آخر میں ہمارے رسول ﷺ تشریف لائے۔ جن کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ آئندہ قیامت تک آئے گا۔ اس زمانے کے نبیوں نے اپنی قوم کو بتوں کی پوجا سے منع کیا۔ دنیا کے کاروبار میں نیک کام، خدا کی عبادت، کمزور لوگوں کے ساتھ نرمی، حلال حرام کی تمیز، بدی اور زنا، چوری وغیرہ سے منع فرمایا۔ خدا کے حکم کی پیروی کرنے کو کہا گیا۔ خدا کی طرف سے ہر اس نبی پر جو کتاب نازل ہوتی اس پر ایمان لانے اور خدا کے حکم پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی مگر ہر قوم نے اپنے ہی نبی کا مذاق اڑایا۔ بعض لوگ اپنے نبی سے سوال کرتے کہ جب خدا کے پاس فرشتے ہیں تو اس نے ان میں سے کیوں نبی نہیں بنائے۔ کچھ لوگ ایمان لے آتے مگر دل سے اقرار نہ

کرتے تھے اور منافقت ہی رکھتے تھے۔ بہت سے لوگ کہتے تھے کہ ہم بتوں کی پوجا اس لئے کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا ایسا کیا کرتے تھے۔ یہ بھی ایک وجہ تھی کہ لوگ گمراہ ہی رہے۔ جو لوگ سچے دل سے نبی کی پیروی کرتے وہ اس کی رحمتوں سے مالا مال ہو جاتے۔ خداوند کریم نے انسان کو گمراہی سے نکالنے کیلئے اور اس کو ہدایت دینے کیلئے ہر دور میں نبی بھیجے۔ ان تمام کا ذکر ہمارے قرآن پاک میں موجود ہے۔ چنانچہ حضرت آدم کی وفات کے بعد آپ کے تیسرے لڑکے حضرت شیث نبی ہوئے جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ آپ نے ۹۱۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت ادریس علیہ السلام: آپ حضرت شیث کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا نام اخنوخ تھا۔ اور والد کا نام یارد تھا جو اپنے خاندان میں بہت نامور تھے۔ حضرت ادریس کی پیدائش شہر بابل میں ہوئی۔ تفسیر بیان کرتی ہے کہ آپ سب سے پہلے نبی تھے جنہوں نے کپڑے پہننے کی ابتداء کی۔ ترازو آپ ہی کی ایجاد ہے۔ قلم سے لکھنا آپ نے ہی شروع کیا۔ لڑائی کے ہتھیار بھی آپ ہی نے بنائے اور علم نجوم کا حساب بھی آپ جانتے تھے۔ نہایت عبادت گذار تھے اور اپنی قوم کو سمجھاتے ساری عمر گزار دی مگر ان لوگوں نے بتوں کی پوجا نہ چھوڑی۔ اور گمراہ ہی رہے۔ آپ نے ملک الموت (فرشتہ) کہ کہا کہ ذرا موت کا مزا چکھاؤ چنانچہ خدا کے حکم سے ملک الموت نے ایسا ہی کیا۔ پہلے ان کی روح نکالی اور پھر واپس لوٹا دی۔ آپ کو جنت اور دوزخ بھی خدا کے حکم سے دکھائی گئی۔ آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اس وقت آپ کی عمر ۳۶۵ سال تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام: آپ کے والد کا نام لمک تھا۔ جو حضرت ادریس کی نسل سے تھے اور اپنی قوم کے ساتھ جو بت پرست تھی اس علاقے میں آباد تھے جسے آج کل عراق کہا جاتا ہے۔ آپ نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ خدا تعالیٰ تمام دنیا کو بنانے والا ہے۔ زندگی، موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کی عبادت کرو۔ اسی سے اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگو وہی مدد کرے گا۔ بتوں کی پوجا تمہارے کوئی کام نہ آوے گی۔ یہ تمام باتیں سن کر قوم نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگ اور باپ دادا بتوں کی پوجا کرتے تھے ہم ان کا مذہب نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے حضرت نوح سے کافی جھگڑا کیا اور کہا کہ تم ہم کو خدا کے عذاب سے ڈراتے ہو تو اسے کہو کہ عذاب لے آئے۔ اس پر حضرت نوح نے دعا کی کہ باری تعالیٰ میں بہت مجبور ہوں

اس قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔ یہ بدکار قوم گمراہ ہوگئی ہے ان کو ختم کردے تا کہ ان کی اولاد آئندہ برائی پھیلا نہ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے فرمایا کہ دنیا میں بدی اور برائی بہت بڑھ گئی ہے میں بہت بڑا عذاب لاؤں گا۔ چنانچہ ہدایت دی کہ وہ ایک لکڑی کی کشتی بنائے اور جو لوگ ایمان لے آئیں ان کو اس کشتی میں سوار کرلے تا کہ وہ بچ سکیں۔ باقی سب لوگ عذاب میں پھنس کر ختم ہو جاویں گے۔ حضرت نوح نے خدا کے حکم سے کشتی بنانی شروع کی تو قوم کے لوگ اسے دیکھ کر مذاق کرنے لگے کہ یہ شخص خشک زمین پر پانی کے بچاؤ کی تدبیر کر رہا ہے۔ چنانچہ حضرت نوح جب کشتی تیار کر چکے تو ایمان لانے والے آپ کے کہنے پر اس میں سوار ہو گئے۔ پھر خدا کے حکم سے زمین میں جگہ جگہ سے پانی نکلنا شروع ہو گیا۔ پانی اس قدر بلند ہو گیا کہ سمندر بن گیا اور تمام لوگ اس میں غرق ہو گئے۔ حضرت نوح کی کشتی جس میں ایمان دار لوگ سوار تھے ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر جا لگی اور وہ بچ گئے۔ اس پہاڑ کی چوٹی کا نام جودی تھا۔ اس طوفان کو دنیا والے طوفان نوح کہتے ہیں۔ اور اس کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے تا کہ لوگ خدا کی تابعداری کرتے ہوئے اس سے ڈریں۔ طوفان نوح ختم ہونے کے بعد خدا تعالیٰ نے دنیا کو دوبارہ آباد کیا۔ حضرت نوح کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام سام، حام اور یافث تھے۔ ان کی اولادیں بہت سے گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم ہو گئیں اور دنیا پھر سے آباد ہوئی۔ اس طرح یہ قومیں بنی سام اور بنی حام کہلائیں۔ بنی سام ایشیا میں پھیل گئی جبکہ بنی حام دوسرے ممالک افریقہ میں پھیل گئی۔ بنی یافث یورپ میں آباد ہو گئی۔ ان تمام قبیلوں کے ذریعہ معاش گلہ بانی تھا۔ چونکہ یہ لوگ خانہ بدوش تھے اور بھیڑ، بکری، اونٹ، گھوڑے، گدھے، گائے بیل پالتے تھے۔ اس لئے یہ لوگ ان ہی کا گوشت کھاتے اور دودھ پیتے تھے۔ جہاں ان کو زرخیز زمین مل جاتی اور پانی ہوتا وہاں پر آباد ہو جاتے تھے۔ ان قبیلوں کا کام لوٹ مار اور قتل و غارت تھا چونکہ یہ بت پرست تھے اس لئے جب بھی ایک دوسرے سے لڑائی کرتے تو دشمن کے بت اٹھا کر لے جاتے تھے۔ حضرت نوح ۹۸۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

حضرت ہود علیہ السلام: جب طوفان نوح کے بعد خداوند کریم نے دنیا کو پھر سے آباد کیا۔ حضرت نوح کی نسل میں عاد کا بہت بڑا قبیلہ تھا جو احقاف کے مقام پر آباد تھا یہ علاقہ مغربی یمن اور بحرین کے درمیانی حصہ میں واقع تھا اس قبیلے کے ایک شخص کا نام سلخ تھا جس کے ہاں حضرت ہود پیدا ہوئے۔ یہ قوم بت پرست اور ستاروں کی پوجا کرتی تھی۔ بڑے مضبوط اور دراز قد کے انسان تھے نہایت عیش پرست

تھے۔ اپنی شان کیلئے بڑی بڑی عالیشان اور بلند میناروں والی عمارتیں بناتے تھے۔ اپنے مال و دولت کے نشے میں کمزور لوگوں پر ظلم کرتے تھے۔ حضرت ہود نے اپنی اس قوم کو ہر طرح کی برائی سے منع کیا اور کہا کہ یہ شان و شوکت اور تمہاری بلند عمارتیں تم کو خدا کے عذاب سے بالکل نہ بچا سکیں گی۔ اس پر انہوں نے حضرت ہود سے کہا کہ تم پاگل ہو گئے ہو۔ ہم اپنے باپ دادا کا مذہب کیوں چھوڑیں۔ تمہارے ان دیکھے خدا کی عبادت کیوں کریں۔ اس پر خدا کے عذاب نے ان کو آ پکڑا جو مسلسل آٹھ دن اور سات رات آندھی اور طوفان کی شکل میں چلتا رہا جس سے وہ قوم تباہ و برباد ہو گئی۔ حضرت ہود نے چار سو چونسٹھ سال کی عمر میں حضر موت میں وفات پائی۔

حضرت صالح علیہ السلام: آپ حضرت نوح کی نسل میں سے تھے اور قبیلہ ثمود کیلئے نبی بن کر آئے تھے۔ یہ قوم مدین کے علاقے میں جو سعودی عرب کے شمال میں واقع ہے رہائش رکھتی تھی۔ اور بت پرست تھی حضرت صالح اس قبیلے کے ایک شخص جس کا نام عبید تھا اس کے ہاں پیدا ہوئے۔ یہ قوم اپنی طاقت پر بہت گھمنڈ کرتی تھی۔ ان کے مکانات ان کی عمروں کے مطابق کافی نہ تھے اس لئے ان کا خیال تھا کہ چونکہ پرانی قومیں کھلے آسمان کے نیچے مکان بنا کر رہتی تھیں اس لئے خدا کے عذاب ان کو تباہ کر دیا کرتے تھے۔ کیوں نہ ہم ایسے عذاب سے بچنے کیلئے اپنے مکانات پہاڑوں کے اندر بنائیں۔ چونکہ یہ لوگ بہت اچھے سنگ تراش تھے اس لئے انہوں نے اپنے اس فن کے بل بوتے پر پہاڑوں کے اندر کھود کر بہت خوبصورت محل بنائے۔ ان کا خیال تھا کہ خدا کا عذاب ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ بت پرست ہونے کی وجہ سے یہ لوگ جب اپنے دشمن سے لڑائی کرتے تو ان کے تمام بت اٹھا کر لے آتے تھے۔ ہر وقت اپنی عمروں کیلئے دعا کرتے۔ آخرت کے دن کو جھوٹ تصور کرتے تھے۔ وہ مادی کائنات کے علاوہ کوئی زندگی کا تصور نہ رکھتے تھے ان کا کاروبار ان قافلوں کو لوٹنا تھا جو اپنا مال مصر سے شام لے جایا کرتے تھے۔

حضرت صالح نے اپنی قوم کو ہر طرح سے سمجھایا کہ خدا پر ایمان لاؤ۔ وہ ہی عبادت کے قابل ہے۔ بتوں کی پوجا مت کرو۔ وہ قوم کہنے لگی کہ ہم اپنے باپ دادا کی عبادت کا طریقہ نہیں چھوڑیں گے۔ تم نئے مذہب کی دعوت کیوں دیتے ہو۔ ہم کو تم پر شبہ ہے۔ نصیحت کرنا چھوڑ دو ورنہ ہم تم کو پتھر مار کر ہلاک کر دیں گے۔ اگر تم سچے ہو تو معجزہ دکھاؤ جو ہماری مرضی کے مطابق ہو۔ انہوں نے حضرت صالح کو کہا کہ پتھر سے ایک اونٹنی پیدا ہو اور وہ بچہ پیدا کرے پھر دودھ دے۔ چنانچہ حضرت صالح کی دعا سے خدا کا حکم ہوا

اور سب کچھ ہو گیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر بہت سے لوگ ایمان لے آئے مگر زیادہ گمراہ ہی رہے۔ اونٹنی پیدا ہوئی وہ بہت دودھ دیتی تھی اور آبادی کے تمام لوگ اس کا دودھ برتنوں میں بھر کر لے جایا کرتے تھے۔ چونکہ بستی میں پانی کی قلت تھی اس لئے حضرت صالح نے ان لوگوں کو کہا کہ ایک دن اونٹنی اور دوسرے دن تمہارے جانور کنویں سے باری باری پانی پیا کریں۔ اس اونٹنی سے بستی کے جانور بہت ڈرتے تھے اس لئے ان کافروں نے اس کی ٹانگیں توڑ دیں اور وہ مر گئی۔ اس کا بچہ پہاڑوں میں بھاگ کر غائب ہو گیا۔ حضرت صالح نے ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ جس پر وہ لوگ حضرت صالح کے قتل کے منصوبے بنانے لگے۔ چنانچہ خدا کا عذاب نازل ہوا جو ایک بہت بڑا زلزلہ اور طوفان تھا۔ آسمان میں ایک کڑک پیدا ہوئی اور زبردست چنگھاڑ نے ان لوگوں کے دل پھاڑ دیے۔ یہ بستی بالکل برباد ہو گئی۔ تباہ شدہ پہاڑوں کے اندر تمام عمارتیں آج بھی موجود ہیں جو سعودی عرب کے علاقہ مدین میں ہیں۔ تاکہ آئندہ کے لوگ ان کو دیکھ کر توبہ کریں۔ آخر حضرت صالح ملک شام چلے گئے جہاں پر وہ ۲۸۰ سال کی عمر کے بعد وفات پا گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام: حضرت نوح کے لڑکے سام کا بہت بڑا قبیلہ تھا جو موجودہ عراق میں ار کے علاقہ میں آباد تھا۔ اس قبیلہ کے ایک شخص جس کا نام تارخ تھا اس کے ہاں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور آپ کے چچا نے آپ کی پرورش کی۔ یہ آدمی مندر کا پجاری تھا اور اس کا نام آدار تھا جو بعد میں آزر کے نام سے پکارا جانے لگا۔ حضرت ابراہیم موجودہ عراق میں ار کے مقام پر پیدا ہوئے۔ جہاں پر نمرود نامی بادشاہ حکومت کرتا تھا جو حضرت نوح کے دوسرے بیٹے حام کی نسل سے تھا۔ بادشاہ نے اپنی رعایا کو حکم دے رکھا تھا کہ اس کی پوجا کیا کریں۔ بہت سے پجاری اور جادوگر نجومی اس کے دربار میں ہر وقت حاضر رہا کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ اپنی رعایا پر بہت ظلم کیا کرتا تھا۔ اس نے خواب میں ایک ستارہ دیکھا جس کا ذکر تمام نجومیوں سے کیا۔ دربار کے جادوگروں اور نجومیوں نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ آپ کی حکومت میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری حکومت تباہ کر دے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ آج کے بعد جو لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ رعایا بہت ڈر گئی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک روز بادشاہ اپنے محل میں سو رہا تھا اور حضرت ابراہیم کا والد چونکہ پہرہ دار تھا اور وہاں رات کو پہرہ دے رہا تھا۔ اسی رات آپ کی والدہ اپنے گھر سے وہاں گئی اور اپنے خاوند سے ملاقات کر کے واپس آ گئی۔ یہی وہ رات تھی کہ حضرت ابراہیم اپنی والدہ کے ہاں پیدا ہونے والے ہو گئے۔ اس بات کا علم لوگوں کو نہ ہو سکا۔ خدا تعالیٰ جو ہر چیز پر

قادر ہے۔ جب ابراہیم کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو آپ کی والدہ پہاڑوں میں مکھیلہ کی غار میں چلی گئی جہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کی والدہ ہر روز غار میں جا کر آپ کو دودھ پلا کر آ جایا کرتی اور غار کا منہ ایک پتھر سے بند کر دیا کرتی تھی۔ اس کا علم حضرت ابراہیم کے والد کے سوا کسی کو نہ تھا۔ غار میں حضرت ابراہیم کو جب بھوک لگتی تھی تو آپ اپنا انگوٹھا چوستے تھے جس میں سے خدا کے حکم سے دودھ آ جایا کرتا تھا۔ اس طرح آپ کی پرورش ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ کافی سمجھدار ہو گئے۔ آپ کی قوم ستاروں کے علاوہ بتوں کو بھی پوجا کرتی تھی۔ ہر قبیلے کے الگ الگ بت ہوتے تھے۔ قطب ستارہ چونکہ اپنی جگہ پر قائم ہوتا ہے اس لئے یہ ساری قوم صبح و دوپہر شام اس کی طرف منہ کر کے عبادت کرتی تھی اس کے علاوہ تمام حاجتیں بڑے بڑے بتوں سے مانگتے تھے۔ ان بتوں کے نام الگ الگ رکھے ہوئے تھے۔

حضرت ابراہیم جب جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے نوازا اور وہ دنیا میں ہر چیز کی طرف غور کرنے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ دن نکلتا ہے پھر ختم ہو کر شام ہو جاتی ہے۔ سورج، چاند ستارے کس کے حکم سے ایک نظام پر کام کر رہے ہیں۔ انسان پیدا ہو کر پھر مر جاتا ہے۔ تمام مخلوق کی خوراک جس میں انسان کے علاوہ جانور، پرندے، کیڑے وغیرہ شامل ہیں کون پیدا کرتا ہے۔ یہ سارا بندوبست میرے پیدا کرنے والے رب العزت کا ہے۔ یہ پتھر کے بت جن کو یہ لوگ خود تراش کر بناتے ہیں کیا مدد کر سکتے ہیں۔ آخرکار ایک دن حضرت ابراہیم نے یہ سوال اپنے چچا سے کیا اور پوچھا کہ یہ کائنات کا بندوبست کس نے سنبھال رکھا ہے۔ اگر تم نہیں جانتے تو میں بتاتا ہوں۔ خدا نے مجھے عقل سلیم سے نوازا ہے اور میں آپ لوگوں کو بتا سکتا ہوں۔ آپ کے چچا نے کوئی جواب نہ دیا مگر حضرت ابراہیم نے اپنے خدا کا ذکر کر لیا۔ حضرت ابراہیم کی یہ بات تمام قبیلوں کے لوگوں میں پھیل گئی۔ مگر وہ لوگ آپ کی بات ماننے سے انکار کرتے رہے۔ یہ لوگ ہر سال اپنی بستی کے باہر ایک میلہ لگایا کرتے تھے جس کی وجہ سے بستی کے لوگ اپنے سالانہ میلے پر گئے ہوئے تھے جن کی غیر حاضری میں حضرت ابراہیم نے ایک کلہاڑے سے بت خانے کے تمام کے تمام بت توڑ ڈالے مگر سب سے بڑا بت نہ توڑا۔ اور اپنا کلہاڑا اس بڑے بت کے پاس رکھ کر چلے گئے۔ جب بستی کے لوگ واپس اپنے بت خانہ میں آئے تو تمام بت ٹوٹے ہوئے پائے۔ معلوم کرنے کیلئے انہوں نے حضرت ابراہیم سے پوچھا کہ یہ بت کس نے توڑے ہیں۔ جواب میں آپ نے کہا کہ اس بڑے بت کو پوچھو جس کے پاس کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ وہ تو بول نہیں سکتا۔ اس پر وہ خود

ہی تسلیم کرنے لگے کہ بات تو بالکل ٹھیک ہے مگر ایمان نہ لائے اور مشرک ہی رہے۔ حضرت ابراہیم نے اس قوم کو نصیحت کی کہ جو بت پتھر کے ہیں وہ تمہاری مدد اور مرادیں کیونکر پوری کریں گے۔ ان کی پوجا مت کرو اور جس خدا کی عبادت میں کرتا ہوں اسی سے تمام لوگ اپنی حاجتیں مانگو۔ وہی تمام دنیا کا پالنے والا ہے۔

حضرت ابراہیم کے اس معاملے کا علم وہاں کے بادشاہ جس کا نام نمرود تھا ہو گیا۔ وہ بہت ظالم تھا۔ اس کی تمام رعایا اس کی پوجا کرتی تھی اور دربار میں حاضر ہوتی تو جھک کر سجدہ کرتی تھی بادشاہ نے حضرت ابراہیم کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ جب آپ دربار میں گئے تو لوگوں کی طرح جھک کر سجدہ نہ کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سجدہ صرف خدا تعالیٰ کو جائز ہے۔ انسان یا کسی اور کا حق نہیں۔ نمرود بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور اپنے نجومیوں اور پجاریوں سے پوچھا کہ اسے کیا سزا دی جائے۔ ان درباروالوں نے مشورہ دیا کہ ایک بہت بڑی آگ جلا کر حضرت ابراہیم کو اس میں پھینک دیا جائے۔ اس پر ایک بہت بڑی آگ جلا کر آپ کو اس میں پھینک دیا گیا۔ جونہی آپ آگ کے اندر گرے خدا کے حکم سے وہ تمام ایک دم ٹھنڈی ہو گئی اور ایک پھولوں کے خوبصورت جھولے کی مانند بن گئی۔ آپ بالکل خیریت سے بچ گئے۔ نمرود بادشاہ حیران ہو گیا۔ دربار کے بہت لوگ آپ پر ایمان لے آئے مگر دربار کے پجاری اپنی پوجا کرنے لگے۔ حضرت ابراہیم نے خدا کے حضور دعا کی۔ جس پر ایک بہت بڑا مچھروں کا غول آیا اور مشرک قوم پر حملہ آور ہو گیا۔ ایک مچھر بادشاہ کے ناک کے راستے اس کے دماغ میں گھس گیا جس سے وہ مر گیا۔ حضرت ابراہیم کو مخلوق خدا کے مرنے اور پھر دوبارہ زندہ ہونے پر پورا اور مکمل ایمان تھا۔ مگر پھر بھی خدا کے حضور دعا کی کہ اے مالک کائنات تیرا یہ عمل میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ خدا نے فرمایا کہ چار پرندے لاؤ اور ان کو ذبح کر کے ان کے جسموں کے تمام حصوں کو آپس میں ملا دو۔ اس کے بعد ان کو چار برابر حصوں میں تقسیم کر دو اور اس کے بعد ہر پرندے کا نام لے کر پکارو۔ آپ نے ایسا کیا اور خدا کے حکم سے وہ سب پرندے اڑنے لگے۔ آپ کی دو بیویاں تھیں پہلی کا نام بی بی سارہ اور دوسری کا نام حضرت ہاجرہ تھا۔ آپ کی ایک لونڈی بی بی قطورہ تھی جس کی اولاد تاتاری کہلاتی تھی۔ ترک لوگ اسی قوم میں سے ہیں۔ حضرت ہاجرہ کے ہاں حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے جن کی نسل ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفٰے ﷺ تک پہنچتی ہے۔ آپ کی دوسری بیوی حضرت سارہ کے ہاں حضرت اسحاق اور پھر ان کے ہاں حضرت یعقوب پیدا ہوئے۔

حضرت ابراہیم چار پشتوں تک پیغمبر ہوئے ہیں۔ پہلے آپ کی اپنی ذات، پھر آپ کی اولاد

حضرت اسمائیل، حضرت اسحاق اور بعد میں حضرت یعقوب آپ کے پوتے یعنی حضرت اسحاق کے لڑکے حضرت یعقوب کو جو خود بھی نبی تھے خدا تعالیٰ نے اسرائیل کا لقب دے رکھا تھا۔ اس لئے ان کی قوم بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ اسرائیل کے معنی خدا کی عبادت کرنیوالا بندہ ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ حضرت موسیٰ بھی اسی قوم میں سے تھے۔ اسی قوم سے مشرک لوگ تھے جو بت پرست ہونے کی وجہ سے اس قدر گمراہ تھے کہ انہوں نے خدائی احکام کو تبدیل کر کے اپنے عقیدے۔ خیال۔ رواج زندگی میں شامل کر لئے تھے۔ اور آخر ان کے مذہب کا نام یہودیت پڑا۔ حضرت ابراہیم ہی پہلے نبی ہیں جنہوں نے اسلام کا نعرہ بلند کیا۔ آپ نے ہی خانہ کعبہ کو جہاں ہر سال کروڑوں مسلمان حج کرنے جاتے ہیں دوبارہ تعمیر کیا۔ آپ نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر دیواریں بنائیں اس پر آپ کے پاؤں کے نشان اب بھی موجود ہیں جو آج بھی خانہ کعبہ کے صحن میں رکھا ہوا ہے۔ آپ کی اولاد جو قریش خاندان کہلاتی ہے خانہ کعبہ کی متولی چلی آ رہی ہے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کرنے کے بعد حضرت ابراہیم نے خدا کے حضور دعا فرمائی کہ اے میرے خدا اس شہر کو امن کا شہر بنا۔ آپ نے اپنے رب سے دعا کی کہ میری اولاد میں سے نبی بنا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے نیک اور صالح لوگ پسند ہیں ظالموں کیلئے ہم وعدہ نہیں کرتے۔ حضرت ابراہیم جب ایک سو پچھتر سال کے ہوئے تو ملک شام میں وفات پا گئے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام : جب فلسطین میں قحط پڑا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے خاندان کے ہمراہ مصر تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت نوح کے بیٹے سام کا خاندان آباد تھا۔ مصر کا بادشاہ بھی اسی خاندان سے تھا۔ اس نے اپنی بیٹی حضرت ابراہیم کی بیوی سارہ کیلئے لونڈی دی۔ یہ شہزادی ہاجرہ تھی۔ چونکہ حضرت ابراہیم کے ہاں پہلے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے حضرت سارہ جو ان کی پہلی بیوی تھی اس نے اپنی لونڈی حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کے نکاح میں دے دیا جس کے بطن سے حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ حضرت اسمٰعیل کے نام کی وجہ یہ ہے کہ اصل لفظ شماع ایل تھا۔ شماع یعنی سماع جس کا مطلب سننا اور ایل کا مطلب اللہ ہے۔ اللہ کا سننا۔ چونکہ حضرت ابراہیم نے خدا کے حضور ایک فرزند کیلئے دعا کی تھی جو سنی گئی اس لئے یہ نام رکھا گیا اور اسماع ایل کی جگہ اسمٰعیل کہا گیا۔

حضرت اسمٰعیل کی پیدائش کے بعد حضرت سارہ جو حضرت ابراہیم کی پہلی بیوی تھیں حضرت اسمٰعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ سے حسد کرنے لگیں اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ہاجرہ کے کان چھدوا کر

ان میں کول بالیاں ڈلوادیں۔ ان بالیوں نے اسے اور خوبصورت بنادیا۔ جس سے وہ ایک دوسرے کو اچھا نہ سمجھنے لگیں۔ حضرت سارہ نے آخرکار حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اصرار کیا کہ وہ ان ماں بیٹے کو جنگل میں چھوڑ آئیں۔ خدا کو یہی منظور تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم نے اپنی اونٹ کی سواری لی اور راستے کیلئے ایک مشکیزہ پانی بھی ہمراہ لے لیا۔ آپ کا قیام ایک ایسے صحرا میں ہوا جہاں پر کسی قسم کا پانی اور خوراک کا بندوبست نہ تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم دونوں ماں بیٹے کو وہاں چھوڑ کر واپس چلے آئے اور صرف پانی کا مشکیزہ ان کو دے آئے۔ یہ مقام دو پہاڑوں کے درمیان جن کے نام صفا اور مروہ ہیں خانہ کعبہ کے ساتھ پہلو میں واقع ہے وہاں پر اس وقت کسی قسم کی کوئی چیز، سبزہ، پانی بالکل نہ تھا۔ جب بی بی ہاجرہ کے مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا تو آپ کو پانی کی تلاش میں دونوں پہاڑوں پر کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف جانا پڑا اور ساتھ ساتھ بچے کو بھی دیکھنا ضروری سمجھتی تھیں اس لئے وہ دوڑ کر ایک سے دوسری طرف جاتی تھیں۔ حضرت اسمٰعیل جو اس وقت ریت پر لیٹے اپنی ایڑیاں چلا رہے تھے اور جہاں آپ کی ایڑیوں کی رگڑ آ رہی تھی وہاں سے خدا کے حکم سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا اور پانی چل پڑا۔

بی بی ہاجرہ جب واپس آئیں تو پانی کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ پانی اپنی بہتات کی وجہ سے بہنے لگا تو حضرت ہاجرہ نے اس کے چاروں طرف ریت لگا کر اسے زم زم کہا اور وہ رک گیا۔ عربی زبان میں زم زم کے معنی رک جا رک کے ہوتے ہیں۔ اسی روز سے اس پانی کو آج تک نہیں بلکہ قیامت تک آب زم زم کے نام سے نوازا گیا۔ اور نہ ختم ہونے والا یہ چشمہ آج بھی موجود ہے جہاں سے (لاکھوں) کروڑوں حاجی پانی پیتے ہیں۔ خدا کی شان کہ اتفاق سے سوداگروں کا ایک قافلہ اس وادی سے گزرا اور پانی کا چشمہ دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ انہوں نے وہاں ایک خاتون اور معصوم بچے کو لیٹے ہوئے دیکھا تو اور حیرت میں پڑ گئے۔ ان سوداگروں نے حضرت ہاجرہ سے اجازت لے کر وہاں اپنے اونٹوں اور دوسرے جانوروں کو روک لیا اور اس طرح وہاں آبادی ہونی شروع ہو گئی۔

حضرت اسمٰعیل ابھی لڑکپن میں ہی تھے کہ آپ کے والد حضرت ابراہیم کو خواب میں حکم ہوا کہ اے ابراہیم تجھے جو چیز دنیا میں سب سے پیاری ہے اس کی قربانی دو۔ پہلے تو حضرت ابراہیم نے بہت سے جانوروں کی قربانی دی مگر آخر خداوند کریم کی رضا حاصل کرنے کیلئے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی قربانی دینی چاہی آپ نے حضرت سارہ کو اپنی خواب سنائی اور پھر آپ حضرت ہاجرہ کے ہاں گئے۔ حضرت ہاجرہ نے

خداوند کریم کی رضا پوری کرنے کیلئے اپنے خاوند حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پورا ساتھ دیا۔ اور بیٹے کو نہلا دھلا کر آپ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ راستے میں حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل سے کہا کہ میں خدا کی راہ میں تجھے قربان کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے والد کے حکم پر آپ کے ساتھ جنگل کی طرف چل پڑے۔ جنگل میں ایک جگہ پر آپ کے والد نے آپ کو زمین پر لٹایا۔ حضرت اسمٰعیل نے اپنے والد سے کہا کہ میرے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی محبت کی وجہ سے آپ کے ہاتھ جنبش نہ کھا جاویں۔ آپ کے والد نے ایسا ہی کیا۔ جب باپ نے بیٹے کی گردن پر چھری چلائی تو وہاں حکم ربی سے ایک دنبہ ذبح ہو گیا اور خدا نے حضرت اسمٰعیل کو اسی روز سے ذبیح اللہ کا لقب عطا کیا۔ یہ وہی پیروی اور سنت ابراہیم ہے کہ تمام مسلمان ہر سال عید قربان کے دن قربانی دیتے ہیں جو تا قیامت جاری رہے گی۔ حضرت ابراہیم جب خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو حضرت اسمٰعیل بھی وہاں مدد کر رہے تھے۔ آپ بھی پتھر لا لا کر اپنے والد کو دے رہے تھے۔ آپ نے ہی دین اسلام کی تبلیغ فرمائی اور آپ ہی کی نسل نے نبی اور پیغمبر آتے رہے۔ آپ کی اولاد میں بارہ لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام جابیوط، قیدار، ادب ایل، مبشام، مسمع، دومہ، مسا، حدود، تیما، جطور، نفیس اور قدمہ تھے۔ ان لڑکوں میں سے قیدار کی نسل در نسل حضرت عبدالمطلب تک چلی جو حضور پرنور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے دادا تھے۔ حضرت اسمٰعیل نے ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت لوط علیہ السلام: آپ حضرت ابراہیم کے بھائی حاران کے بیٹے تھے اور حضرت اسمٰعیل کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ کی پیدائش ار (عراق) کے مقام پر ہوئی مگر آپ اپنے چچا حضرت ابراہیم کے ساتھ ملک شام میں رہتے تھے۔

حضرت لوط ایک ایسی قوم کے نبی تھے جو نہایت عیاش تھی۔ یہ بت پرست اور اس قدر گمراہ اور بدکار تھے کہ اپنی عورتوں کو چھوڑ کر خوبصورت لڑکوں سے بدفعلی کرتے تھے۔ خدا کے نبی نے اس قوم کو اس برائی سے منع فرمایا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اور برائی سے باز نہ آئی۔ حضرت لوط نے خدا کے حضور دعا فرمائی کہ اے باری تعالیٰ ان کو ہدایت فرما۔ پروردگار نے اس قوم پر عذاب لانا چاہا اور اس کے حکم سے فرشتے خوبصورت انسانوں کی شکل میں حضرت لوط کے گھر آئے۔ چونکہ آپ کی بیوی بھی کافر تھی اس لئے اس نے بستی کے لوگوں کو ان خوبصورت آدمیوں کے آنے کی اطلاع دی۔ جس پر بستی کے لوگ حضرت لوط

کے گھر آئے اور وہاں ان خوبصورت آدمیوں کو مانگنے لگے۔ آپ نے بستی کے لوگوں کی کافی منت سماجت کی اور کہا کہ تم لوگ اس برائی سے باز آ جاؤ۔ قوم نے ایک نہ سنی۔ اس پر خدا کا حکم ہوا اور فرشتے نے اپنا پر مارا جس سے وہ لوگ اندھے ہو گئے۔ خداوند کریم کا حضرت لوط کو حکم ہوا کہ وہ اس بستی کو چھوڑ دیں۔ حضرت لوط نے اپنی بیوی کو بستی سے نکل چلنے کو کہا مگر وہ آپ کے ساتھ نہ گئی۔ مگر آپ بستی سے خدا کے حکم کے مطابق چلے گئے۔ جو فرشتے آدمی بن کر آئے ہوئے تھے انہوں نے اس بستی کو الٹ کر تباہ کر دیا۔ اس طرح وہ قوم اپنی آخرت کو پہنچ گئی۔ آپ کی وفات کے بارے میں کچھ علم نہیں ہو سکا۔

العزیز (اسم جمالی)

عددی قیمت (۱۲۵) زبر (۹۴) بینات (۹۳) استنطاق (۹۶)

معنی: سب پر غالب، قوی

خاصیت: نماز فجر کے بعد جو اس اسم کو اکتالیس ۴۱ مرتبہ پڑھے کسی کا محتاج نہ ہو اور ذلت کے بعد عزت پائے اس اسم کی عجیب و غریب خاصیات ہیں۔

بلندی عطا کر مجھے یا عزیز
نہ نقصان مجھ دے سکے کوئی چیز

پارہ (۲۸) سورت حشر (۵۹) آیت (۲۳)

اَلْجَبَّارُ (اسم جمالی)

عددی قیمت (۲۳۷) زبر (۲۰۶) بینات (۱۶۲) استنطاق (۱۲۷)

معنی: بگڑی بنانے والا بگڑی کو سنوارنے والا زبردست

خاصیت: جو کوئی مسبعات۔ الحمد سورہ فلق۔ سورہ ناس۔ سورہ اخلاص سورہ کافرون آیۃ الکرسی کلمہ تمجید اور درود شریف عشرہ کے بعد اکیس بار یہ اسم پڑھے ظالموں کے شر سے محفوظ رہے اور دولت و سلطنت والا انگوٹھی پر نقش کر کے پہنے تو اس کی ہیبت و شوکت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو

اماں جبر سے مجھ کو جبار دے
مجھے غلبہ دشمن پہ قہار دے

پارہ (۲۸) سورہ حشر (۵۹) آیت (۲۳)

مرتب:
علامہ رضوی قدس سرہ العزیز

مقام مصطفٰے ﷺ

حضور ﷺ کو شرح صدر کی دولت بن مانگے عطا ہوئی: الم نشرح لک

صدرک (انشراح) ترجمہ: کیا ہم نے آپ کے سینہ کو نہیں کھول دیا۔

آیت بالا سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شرح صدر کی نعمت سے نوازا۔ آپ ﷺ کے سینہ اقدس کو نور و معرفت کا خزینہ اور علم و حکمت کا گنجینہ بنا دیا۔ حضور ﷺ کے سینہ کو وہ سکون و اطمینان عطا فرمایا کہ وہ فیض ربانی کا مرکز اور وحی (قرآن) جیسی جلال الٰہی سے لبریز چیز کا مخزن بن گیا۔ قرآن نے تصریح کی ۔۔۔۔ کہ اگر قرآن مجید پہاڑ جیسی سخت چیز پر نازل کیا جاتا

(۲۰) لرایته خاشعا متصدعا من خشیة الله تو وحی الٰہی کے جلال سے ریزہ ریزہ ہو جاتا (سورہ حشر آیت ۲۱) مگر یہ رتبہ اور مرتبہ حضور ہی کو حاصل ہے کہ وحی جیسی پر عظمت و جلال چیز کا آپ کا قلب منور مخزن بنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اس عظمت کا یوں اعلان فرمایا۔

(۲۱) فانه نزله علی قلبک باذن الله تو جبریل نے اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر قرآن اتارا

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے
انسان تو ہے لیکن انسان نرالا ہے

جناب موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بارگاہ الٰہی میں شرح صدر کی دعا مانگی

(۲۲) قال رب اشرح لی صدری الٰہی میرا سینہ کھول دے۔ (طٰہٰ آیت ۲۵)

اللہ اکبر، حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کریں پھر ان کا شرح صدر ہو اور حضور سرور انبیاء کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے مانگے حضور کا شرح صدر فرما رہا ہے۔ الم کا لفظ استفہام تقریری ہے یعنی اللہ تعالیٰ حضور سے تصدیق کا سوال فرما رہا ہے کہ اے رسول ﷺ محترم ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟ یعنی کھول دیا ہے اور علم و معرفت سے بھر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سینہ نبوی میں علم و عرفان کے عظیم و جلیل سمندر رواں دواں فرما دیے؟ انہیں کون جان سکتا ہے اور بیان کر سکتا ہے

عرش تا فرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائی ہے امی تری دانائی کی

سورہ زمر میں فرمایا: جس کا سینہ اللہ تعالیٰ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔

(۲۳) فهو على نور من ربه وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہیں (سورہ زمر آیت ۲۲)

یعنی ایسی شخصیت کو اللہ تعالیٰ یقین وہدایت کی دولت سے سرفراز فرماتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کو یہ نعمت سب سے زیادہ عطا ہوئی۔ اسی لیے حضور نے فرمایا:

والیقین قولی یقین میرا سرمایہ ہے (شفاء قاضی عیاض)

سورہ ذاریات میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(۲۴) وفی الارض ایات للموقنین (ذاریات ۲۰) یقین والوں کے لیے زمین کے اندر نشانیاں ہیں۔

یعنی دنیا وما فیہا میں اللہ تعالیٰ کی آیات نشانات اس کی صناعی اور قدرت کا مشاہدہ اور معائنہ اور پھر اس مشاہدہ سے فائدہ حاصل کرنا اہل یقین ہی کا حصہ ہے لہذا حضور کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے سب سے زیادہ مشاہدہ کرنے والے اور جاننے والے ہیں۔

عالم میں کیا ہے وہ تجھے جس کی خبر نہیں ذرہ ہے کونسا تری جس پر نظر نہیں

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذکر کو بلندی عطا فرمائی: (۲۵) ورفعنا لک

ذکرک (انشراح آیت ۴) ترجمہ: ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔

یہ حضور سرور کائنات علیہ السلام کا کتنا بڑا اعزاز ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی کا ذمہ خود رب العلمین جل مجدہ نے اپنے ذمہ لیا۔ ایسے ہی جیسے قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی اور اعلان فرمایا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون (الحجر آیت ۹) بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔ تو جیسے قرآن کی حفاظت میں کوئی خلل انداز نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی حضور ﷺ کے ذکر کی بلندی میں کوئی حائل نہیں ہوسکتا۔ دنیا کی تمام طاغوتی طاقتیں مجتمع ہو کر بھی آپ کے ذکر کو روکنے اور اس کی بلندی کو ختم کرنے کی کوشش کریں تو بھی اور کسی حالت میں بھی کامیاب نہ ہوسکیں گی۔ کیوں؟ اس لیے کہ ذکر رسول کی بلندی کا محافظ خدا ہے۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے وہ شمع کیا بجھے گی جسے روشن خدا کرے

ذکر رسول ﷺ کی رفعت کے متعلق ملکوتیوں کے سردار اور نوریوں کے شہنشاہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے رسول کے ذکر کو اس طرح بلند فرمایا: اذا ذکرت

ذکرت معی (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶) جب میرا ذکر کیا جائیگا تو اے رسول آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

صحابی رسول ﷺ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا ذکر دنیا وآخرت میں بلند فرمایا۔ کوئی خطیب کوئی کلمہ پڑھنے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے اقرار وشہادت کے ساتھ حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار اور شہادت نہ دے۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذاں میں ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد ﷺ

پس ذکر رسول ﷺ ذکر خدا ہے جہاں ذکر خدا ہے وہاں ذکر مصطفےٰ بھی ہے یعنی کان جدھر لگائیے ان کی ہی داستان ہے۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

حضور ﷺ کی ذات وصفات کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے: لطف کی بات یہ ہے کہ

جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اپنی حفاظت میں لیا ہے۔ ایسے ہی صاحب قرآن حضور سرور کائنات علیہ السلام کی حفاظت ونگرانی بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخاطب بنا کر اعلان فرمایا۔

(۲۷) واللہ یعصمک من الناس اور اللہ تمہاری نگہبانی فرمائے گا لوگوں سے (مائدہ آیت ۶۷)

(۲۸) ان ربک احاط بالناس سب لوگ اللہ کے قابو میں ہیں کہ آپ پر دسترس پائیں (اسرا آیت ۶۰)

(۲۹) واصبر لحکم ربک فانک باعیننا (طور آیت ۴۸) اے محبوب رسول ﷺ آپ اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہیے بیشک آپ ہماری نگہداشت میں ہیں۔

سبحان اللہ قرآن جو اللہ کا کلام اور انسانیت کے لیے آخری دستور حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لحافظون فرما کر اسے ابدی طور پر اپنی نگرانی میں لے لیا۔ تو اسی طرح جس ہستی مقدس کو اللہ تعالیٰ نے رسول کل اور نبی آخر بنا کر خلق کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا اسے بھی یعصمک من الناس فرما کر اپنی ازلی حفاظت میں لے لیا۔ قرآن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(۳۰) لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے (حم سجدہ آیت ۴۲)

(۳۱) قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله تم فرماؤ۔ اگر جن وانس اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کی مثل نہ لاسکیں

گے۔ (بنی اسرائیل ۸۸)

تو جب قرآن حفاظت خداوندی میں آنے کی وجہ سے تحریف وتبدیل، کمی وزیادتی اور باطل کی آمیزش سے محفوظ، بے مثل و بے مثال ہو گیا۔ تو ایسے ہی حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کا اعزاز پاکر ہر عیب ونقص سے پاک ومنزہ اور بے مثل و بے مثال ہو گئے۔ جیسے قرآن کا مثل لانا ناممکن ہے ایسے ہی حضور ﷺ کی مثال دکھانا بھی ناممکن ہے۔ جیسے قرآن ایک محفوظ کتاب ہے ایسے ہی حضور ﷺ کا قول وعمل، سیرت وکردار بھی رہتی دنیا تک محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا۔ جیسے قرآن رب ذوالجلال کا کلام اور نوع انسانی کے لیے آخری ضابطہ وحیات ہے۔ ایسے ہی حضور ﷺ نور الٰہی، اللہ کے آخری رسول اور ساری کائنات کے لیے روشنی کا مینار ہیں کیوں؟ اس لیے کہ حضور ﷺ کی ذات اور حضور ﷺ کی صفات بھی قرآن کی طرح اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی ؐ   سب سے بالا ووالا ہمارا نبی

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام انبیاء پر درجوں بلندی عطا فرمائی ہے۔

(۳۲) تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم الله و رفع بعضهم درجت (البقرۃ آیت ۲۵۳) یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

اس آیت میں اس امر کا اظہار ہے کہ انبیاء کرام کے مراتب جداگانہ ہیں۔ بعض حضرات بعض سے افضل ہیں اگرچہ نبوت میں سب برابر ہیں مگر کمالات وفضائل میں ایک دوسرے پر برتری حاصل ہے (خازن ومدارک رفع بعضهم درجت سے حضور سرور انبیاء حبیب کبریا علیہ السلام کی ذات گرامی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سب انبیاء پر رفعت وعظمت بخشی ہے۔ قرآن نے درجوں کے شمار کا ذکر نہ کیا۔ جس سے واضح ہوا حضور ﷺ کا مرتبہ ومقام اتنا بلند وبالا ہے جو کسی کے وہم وخیال میں نہیں آسکتا اور آپ کے درجہ کی بلندی کا ادراک انسان کی سرحد عقل سے باہر ہے۔

سب ہی نور ہیں لیکن ہے تفاوت اتنا   نیر نور ہو تو سارے رسل تارے ہیں

حضور ﷺ فضل وشرف کے سورج، علم وحکمت کے چاند اور انبیاء کے سردار اور تمام رسولوں سے افضل اور تمام کمالات کے پیکر حسین ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

انا سید العالمین (ﷺ) میں سارے جہان کا سردار ہوں۔

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی   چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

حضور ﷺ سید المرسلین ہیں:

(۳۳) یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین (یٰسین) ترجمہ: اے یٰسین اے سردار مجھے حکمت والے قرآن کی قسم بیشک آپ مرسلوں سے ہیں۔ حضور سید ہیں انہیں ان کے رب نے پیدا ہی سیادت (سرداری) کے لیے کیا مگر سید کہلانے سے ایسے ہی بے نیاز ہیں جیسے اللہ رب العزت رب کہلانے سے بے نیاز کوئی کہے یا نہ کہے، کوئی مانے یا نہ مانے اللہ تعالیٰ رب العلمین ہے اور اس کا محبوب رسول سید العلمین ہے۔ حضور سید المرسلین علیہ السلام نے فرمایا۔

انا سید ولد آدم (مسلم وابوداؤد) روز قیامت میں تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔

ولد ولد کی کی جمع ہے ظاہر ہے کہ ولد آدم کے دائرہ میں ہر بشر، ہر انسان، ہر آدم داخل ہے۔ جملہ اولین وآخرین اس جملہ میں شامل ہیں۔ خود سیدنا آدم علیہ السلام بھی اس میں شامل ہیں جس کی تصریح خود حضور ﷺ نے فرمائی ہے کہ آدم ومن دونه تحت لوائی (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے   ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبیؐ

حضور ﷺ کی ذات اقدس تو سید الاولین وآخرین ہے ہی مگر حضور سے فیض پاکر اور مشکوٰۃ نبوت نور وبصیرت کی دولت حاصل کرنے والے نفوس قدسیہ بھی سیادت کے شرف سے مشرف ہو گئے۔ حضرات حسنین کریمین علیہما السلام کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا۔

سید ا شباب اهل الجنه جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں (ترمذی)

حضور ﷺ کے وزراء کرام امیر المومنین صدیق اکبر اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی بارگاہ نبوت سے اسی اعزاز سے مشرف ہوئے حضور نے فرمایا۔ هذا ن سيدا كهول اهل الجنه من الاولین والآخرین ابوبکر وعمر جنت کے ادھیڑ عمر کے افراد کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

اصدق الصادقین سید المتقین   چشم وگوش وزارت پہ لاکھوں سلام

حضور ﷺ کل جہان کے لیے رسول ہیں:

انبیاء سابقین خاص اپنی قوم کے لیے

رسول بنا کر بھیجے جاتے تھے۔ قرآن مجید نے تصریح کی کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہ بھیجا۔

(۳۴) الا بلسان قومه (ابراہیم ۴) مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے

جناب نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ الی قومه حضرت ہود کے متعلق فرمایا۔ الی عاد حضرت صالح علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ الی ثمود حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ والی مدین حضرت موسیٰ کے لیے فرمایا الی فرعون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے فرمایا۔ علی قومه حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ الیٰ بنی اسرائیل ﷺ تو ہر نبی اور رسول خاص اپنی قوم کے لیے رسول و نبی بنا کر بھیجا گیا۔ لیکن حضور سید المرسلین علیہ السلام کی نبوت و رسالت کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۳۵) وما ارسلناک الا کافة للناس بشیراً ونذیراً نہ بھیجا ہم نے تمہیں مگر ساری کائنات کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر (السبا ۲۸)

(۳۶) انی رسول الله الیکم جمیعا (الاعراف ۱۵۸) اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف

(۳۷) لیکون للعالمین نذیراً (الفرقان ۱) (ہم نے آپ کو) سارے جہان کے لیے (نذیر) ڈرسنانے والا بنا کر مبعوث کیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس کا اللہ تعالیٰ خالق محمد مصطفےٰ علیہ السلام اس کے رسول ہیں۔ (مدارج النبوۃ) خود حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

مامن شیء الا یعلم انی رسول الله کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے رسول اللہ نہ جانتی ہے۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

انبیاء کرام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا:

یہ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بہت بڑی فضیلت اور خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے حضور کی ذات والا صفات پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد لیا۔

(۳۸) واذا اخذ الله میثاق النبیین (آل عمران ۸۱) اے محبوب یاد کیجئے جب خدا نے تمام انبیاء سے عہد لیا اور تمام انبیاء کرام نے بحضور رب العلمین حضور پر ایمان لانے کا عہد کیا اور ایک دوسرے پر گواہ بنے

(۳۹) وانا معکم من الشهدین (آل عمران ۸۱) اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی ذات کو گواہوں میں

شامل فرمایا۔

حضور ﷺ کی دنیا میں آمد سے قبل آپ کے وسیلہ سے فتح و نصرت کی دعا کی جاتی تھی:

اسی عہد کے مطابق تمام انبیاء کرام اپنی اپنی مجالس میں حضور ﷺ کی مدح و ثنا فرماتے رہے اور اپنی اپنی امتوں سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لیتے رہے حضرت مسیح کلمۃ اللہ علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دیتے ہوئے تشریف لائے (ابن جریر) حتی کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل (۴۰) وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (البقرہ ۸۹) کافروں پر حضور ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے تھے۔ آیت نمبر ۳۸ کی توضیح ہی میں حضور ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ آج اگر جناب موسیٰ دنیا میں ہوتے تو میری اطاعت اور ماوسعہ الا ان یتبعنی (احمد دارمی) میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں کا آقا ہمارا نبی

حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: شہزادہ محمد امین جاوید

حضرت سخی سلطان باہوؒ کا شجرہ نسب اکتیس (31) واسطوں سے حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ حضرت سخی سلطان باہو ضلع جھنگ کے ایک مشہور قصبہ شورکوٹ میں 1039ھ بمطابق 1631ء میں پیدا ہوئے آپؒ کے والد ماجد کا نام حضرت بازید محمد تھا جو حافظ قرآن، شریعت کے پابند فقیر نہایت کامل بزرگ اور ریاست کے منصب دار تھے۔

آپؒ کی والدہ کا نام حضرت مائی راستی ؒ تھا جو نہایت نیک اور کامل ولیہ اللہ تھیں۔ آسمان روحانیت کا درخشندہ ستارہ، عارفوں کا بادشاہ مردہ دلوں کو اپنی توجہ خاص سے زندہ دل کرنے والا جب پیدا ہوا تو آپؒ کا نام (باہوؒ) رسول اللہ ﷺ کے حسب ارشاد آپؒ کی والدہ ماجدہ نے رکھا تھا۔ حضرت سلطان باہوؒ مادرزاد ولی تھے۔ حضرت سلطان باہوؒ اپنی والدہ بی بی مائی راستیؒ سے بہت پیار کرتے تھے باوجود صاحب استعداد اور ولی اللہ مادرزاد ہونے کی قدرت نے حضرت سلطان باہوؒ کو ظاہری اور باطنی پرورش کے لئے ایک ایسی پاک بطن اور پاک باطن خاتون کے دامن میں ڈالا جس نے بچپن ہی میں آپؒ کے جسم ظاہر اور قلب طاہر کو نور حضور ﷺ سے منور کر ڈالا۔

چنانچہ آپؒ اپنی تصانیف لطیف میں جا بجا اپنی والدہ ماجدہ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

رحمت حق بروان راستی باد کہ نام من باہوؒ نہاد

رحمت دغفراں بود براستی راستی از راستی آراستی

ترجمہ: سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ مائی راستی صاحبہؒ کی روح پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ انہوں نے ہمارا باہو رکھا، دوسرے شعر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور بخششیں ہوں مائی راستیؒ صاحبہ پر

جنہوں نے ہمارا نام باہو رکھ کر تسمیہ کا حق ادا کر دیا۔ اے اللہ تو ہی ہماری والدہ مائی راستی صاحبہؒ (جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے) راستی اور سچائی سے آراستہ کیا۔

حضرت سلطان باہوؒ کے بارے میں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپؒ نے روزی کی خاطر کوئی دنیاوی شغل اختیار کیا ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہے کہ آپؒ نے کھیتی باڑی کے ارادہ سے دو دفعہ بیل خرید کر کھیتی باڑی شروع کی لیکن فصل پکنے سے پہلے ہی جذبات حق تعالیٰ اور کثرت انوار الٰہیہ کے سبب آپ سب کچھ وہیں چھوڑ کر ادھر ادھر سیر کو نکل جاتے رہے۔ یہاں تک کہ بل بھی کسی کے سپرد کرتے جو چاہتے جاتا اور خود مع اہل وعیال واطفال اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ فاقہ کی رات فقر کے لئے معراج کی رات ہوتی ہے۔ آپؒ ایک لمحے کے لئے بھی تصور اسم ذات سے غافل نہ ہوتے تھے۔ آپؒ شریعت کے زبردست پابند تھے۔ آپؒ نے تمام عمر ایک مستحب بھی ترک نہ فرمایا۔ اگرچہ مسلمان سلاطین ہند کی طرف سے شاہ جہاں کے عہد سے ایک وسیع جاگیر آپ کو ملی ہوئی تھی۔ لیکن آپؒ نے اپنی ظاہری زندگی میں اس جاگیر کی بھی بالکل پرواہ نہ کی اور محض فقر محمدیؐ اختیار کیا اور تارک وفارغ رہے۔

مصدقہ روایات کے مطابق حضرت سلطان باہوؒ نے ایک سو چالیس کتابیں تحریر کی ہیں جن میں دیوان باہوؒ، محبت الاسرار، کلید جنت، اسرار قادری، رسالہ روحی شریف، اورنگ شاہی، عین الفقر، عقل بیدار اور ابیات باہوؒ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

ابیات باہوؒ کے سوا تمام آپ کی تصانیف فارسی میں لکھی گئی ہیں۔ ابیات باہوؒ واحد کتاب ہے جو سرائیکی زبان پنجابی میں لکھی گئی ہے۔ ان ابیات میں عشق حقیقی کی کیفیات اور طالب مولیٰ کو ہدایت فرمائی گئی ہیں۔ یہ ابیات اپنے مخصوص انداز اور سچائی کے پیغام سے دل کی گہرائیوں میں اسلام کی روح پھونکتے ہیں۔ ان سے صفائی باطن اور عمل صالح کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ کا مزار پاک ضلع جھنگ تحصیل شورکوٹ میں ہے۔ دربار اقدس سے دو میل کے فاصلے پر پرانی قسم کا ہے .... جنوب کی طرف احمد پور سیال ہے جبکہ مشرق

کی طرف دریائے جہلم اور دریائے چناب کو عبور کر کے شورکوٹ (شور شہر) ہے۔ آج تقریباً تین سو سال گزرنے کے بعد بھی آپ کی تربت مبارک کا یہ حال کہ شمع طور کی طرح دن رات نور سے شعلے مارتی ہے اور طالبان حق مست ہو کر پروانوں کی طرح گرتے ہیں۔

اقوال بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

o نفس ریاضت مجاہدہ اور اطاعت الٰہی کے ذریعہ پاک ہوتا ہے o تزکیہ نفس سے مراد ہے کہ نفس کو برائیوں سے پاک کیا جائے تصفیہ کا مطلب ہے دل کو آلودگیوں سے پاک کیا جائے اور تجلیہ روح کی روشنائی کا نام ہے۔ o جو شخص رب سے گفتگو کرنا چاہے وہ قرآن پاک پڑھے o دل کے سات گوشے ہیں ہر گوشے میں ایک گوہر ہے، پہلا گوہر ذکر ہے۔ دوسرا محبت تیسرا عشق چوتھا بھید پانچواں روح چھٹا معرفت اور ساتواں فقر ہے۔ o فقراء اہل عشق ہیں اور علماء اہل حق آگاہ وہ ہے جس میں دونوں ہوں o حصول مدعا کے لئے تین درجے ہیں ایک شریعت دوسرا طریقت اور تیسرا حقیقت ہے شریعت کے لئے تزکیہ نفس طریقت کے لئے تزکیہ نفس طریقت کے لئے تجلیہ روح اور حقیقت سے مراد خدا کی رضا اور اس کا قرب ہے۔ o جو ذکر الٰہی کثرت سے کرتا ہے وہ دیو، پری کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ o ملک ایسے بادشاہ کے سپرد کرو جسے خوف خدا ہو۔ o کرامت کو ظاہر نہیں کرتے o علم انکساری سے حاصل کرو۔ o دولت استحقاق کی بنا حاصل کو تاکہ ہمیشہ قائم رہے o جاہل کو زندہ مت سمجھو۔ o کسی اعلیٰ رتبے کے حصول کے لئے اپنے آپ کو مت گراؤ، o اگر ساری دنیا کو دشمن بنانا چاہتے ہو تو مغرور بن جاؤ۔ o اس سچ سے بچو جو جھوٹ سے مشابہ ہو۔ o اگر عظمت چاہتے تو مظلوم کا ساتھ دو۔ o موت سے کسی مقام پر غافل نہ ہو۔ o نیکی کرنے کے لئے بہانے کی تلاش میں رہو o احسان مند ہو مگر کسی پر احسان مت جتاؤ۔ o اپنے دل کو شیطان کا کھلونا مت بناؤ۔ o گناہ پر مت اتراؤ۔ o دین کی حفاظت علم سے کرو۔

ذکر نماز و دعائے ماہِ صفر

ماخوذ جواہر خمسہ ترجمہ مولانا مرزا محمد بیگ نقشبندی دہلوی

پہلی رات کو عشا کی نماز کے بعد وتروں سے پہلے چار رکعت پڑھے پہلی رکعت میں میں فاتحہ کے بعد قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص اور تیسری میں قل اعوذ برب الفلق اور چوتھی میں قل اعوذ برب الناس گیارہ گیارہ بار پڑھے اور سلام کے بعد ستر ۷۰ بار درود شریف پڑھکر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے اور ستر ۷۰ بار اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور ستر ۷۰ بار درود شریف پڑھے خدا چاہے تمام آفتوں سے مامون رہے گا

ایضاً جو کوئی اس دعا کو صفر کے مہینے میں ہر روز پڑھے گا حق تعالیٰ اس کو تمام آفات سے بچاویگا اور تمام سال مامون و محفوظ رہے گا دعائے مبارک یہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الشَّھْرِ وَمِنْ کُلِّ شِدَّۃٍ وَبَلَاءٍ وَبَلِیَّۃٍ ن الَّتِیْ قَدَّرْتَ فِیْہِ یَا دَھْرُ یَا دَیْھُوْرُ یَا دَیْھَارُ وَیَا کَانُ یَا کَیْنُوْنُ یَکِیْنَانُ یَا اَزَلُ یَا اَبَدُ یَا مُبْدِیْ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ اَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ اَللّٰھُمَّ احْرُسْ بِعَیْنِکَ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ وَدِیْنِیْ وَدُنْیَایَ الَّتِیْ ابْتَلَیْتَنِیْ

بصحتھا بحرمۃ الابرار والاخیار برحمتک یا عزیز یا غفار یا کریم یا ستار برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم یا شدید القوی یا شدید المحال یا عزیز یا کریم ذلّت بعزتک جمیع خلقک یا محسن یا مجمل یا مفضل یا منعم یا مکرم یا لا الہ الا انت برحمتک یا ارحم الراحمین

ایضاً حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں ہیں کہ میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے کہ سال بھر میں تین لاکھ بیس ہزار بلا نازل ہوتی ہیں لیکن صفر کے آخری چہار شنبہ کو دنیا میں آتی ہیں اور وہ روز سب دنوں سے زیادہ سخت ہی چاہیے کہ اس روز چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد انا اعطینٰک الکوثر سترہ ۱۷ بار اور سورہ اخلاص پانچ بار اور معوذتین ایک ایک بار اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے حق تعالیٰ اپنی کرم سے سکون تمام بلاؤں سے سال بھر تک محفوظ رکھے گا اور کوئی بلا اس کے پاس نہ آئیگی دعائے معظم مکرم یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ یاشدید القوی ویا شدید المحال یا عزیز ذلّت بعزتک جمیع خلقک اکفنی عن جمیع خلقک یا محسن یا مجمل یا مفضل یا مکرم یا یا لا الہ الا انت برحمتک یا ارحم الراحمین

ایضاً ہفت سین لکھ کر پانی میں گھول کر پئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ سلامٌ قولا من رب الرحیم وسلامٌ علی نوح فی للعالمین انا لذالک نجزی المحسنین سلامٌ علی موسٰی وھارون انا کذلک نجزی المحسنین سلامٌ علی الیاسین انا کذالک نجزی المحسنین سلامٌ ھی حتی مطلع الفجر

اوراد وظائف اولیاء

تحریر: مفتی زاہد القادری

سورۂ انا انزلنٰہ کی تاثیر

شیخ عبدالوہاب شعرانی ''ضیاء القلوب'' میں لکھتے ہیں کہ سورہ مبارکہ انا انزلنٰہ کو صاف کاغذ پر زعفران سے لکھ کر اور اسے آب زمزم سے دھو کر پینے سے لوگوں کی نظر میں عظمت پیدا ہو جاتی ہے اگر رمضان شریف کے رویت ہلال کے وقت اسے اکیس ۲۱ بار پڑھا جائے تو تمام سال روزی فراخ رہے گی۔ اگر کشتی یا جہاز میں سوار ہونے سے پہلے اسے گیارہ ۱۱ بار پڑھا جائے تو تمام سال ہر خطرہ سے حفاظت ہوگی۔ اگر حاملہ عورت ہر روز اسے ایک بار بعد فجر پڑھتی رہے تو حمل محفوظ رہے گا۔ جو شخص انا انزلنٰہ کو زعفران سے لکھ کر اپنے داہنے بازو پر باندھ لے وہ خلق کی نظروں میں محبوب ہوگا۔ ظالم کے سامنے پڑھنے سے اس کا قہر وجلال کم ہو جاتا ہے۔ اگر قیدی اسے روزانہ بعد نماز فجر پڑھتا رہے تو جلد رہائی حاصل ہوگی جمعہ کے روز قبل نماز جمعہ اگر اسے اکیس ۲۱ بار پڑھا جائے تو وجاہت حاصل ہوتی ہے۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ اگر سورہ انا انزلنٰہ کو بروز جمعرات بعد از نماز فجر ایک سو ایک ۱۰۱ ایک بار پڑھا جائے تو امتحان میں کامیابی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔

سورۂ یٰس کا عمل

فخر اسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''مشکوٰۃ الانوار'' میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورۂ یٰسین میں عظیم تاثیر پیدا کی ہے۔ اسے اگر بعد نماز فجر روزانہ پڑھا جائے تو ہر جگہ عزت و آبرو حاصل ہوگی۔ دل کی پریشانی دور ہو جائے گی۔ پڑھنے والا ظالموں کے شر و فساد سے محفوظ رہے گا روزی آسانی سے حاصل ہوگی مریض کے پاس پڑھنے سے مرض میں تخفیف ہو جاتی ہے سورۂ یٰسین کو پاک پانی پر دم کر کے پینے سے قلب میں رقت پیدا ہو جاتی ہے جو شخص سفر میں جانے سے پہلے ایک بار سورۂ یٰسین پڑھ لیتا ہے وہ راستہ

کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ غلبہ عطا فرماتا ہے جو لوگ اسے پابندی سے پڑھتے ہیں ان کو کبھی کبھی حضور پرنور ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جاتا ہے سورۃ یاسین پڑھ کر آخر میں یہ کہنا چاہیے حسبنا اللہ ونعم الوکیل o

نئے کام کا افتتاح

حضرت خواجہ فخرالدین دمشقی "ارشاد السالکین" میں لکھتے ہیں کہ جب آپ کوئی نیا کام شروع کریں۔ نیا مکان بنائیں۔ نئی مسجد تعمیر کریں یا نئی درس گاہ قائم کریں تو ایک سو ایک ۱۰۱ مرتبہ یہ آیات پڑھیں عظیم الشان خیر و برکت حاصل ہو گی قل یجمع بیننا ربنا ثم یفتح بیننا بالحق وھو الفتاح العلیم o

تسخیر قلب

تسخیر قلب کے لئے یہ عمل بے مثل ہے چینی کی رکابی پر مندرجہ ذیل آیت زعفران سے لکھ کر روغن چنبیلی سے اسے دھو کر سبز رنگ کی شیشی میں رکھ لیجئے جب کسی حاکم یا افسر کے پاس آپ جائیں تو ذرا سا روغن پیشانی پر لگا لیجئے۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون

دیوانے کتے کے کاٹنے کی دعاء

جس آدمی کو دیوانہ کتا کاٹ لے اور اس کے پاگل ہو جانے کا خطرہ ہو تو مندرجہ ذیل آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر مریض کو شہد کے ساتھ کھلائیے انھم یکیدون کیدا واکید کیدا o اور مندرجہ ذیل آیت تین دن پانی پر دم کر کے مریض کو پلائیے تبارک الذی لہ ملک السموت والارض وما بینھما وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون o وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ وھو الحکیم العلیم o

سنت مصطفےٰ ﷺ

مرتبہ: علامہ رضوی قدس سرہ العزیز

محبت وعقیدت رسول کے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا

عن عبداللہ بن ھشام قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو اخذ بید عمر بن الخطاب فقال لہ عمر یا رسول اللہ لانت یا رسول اللہ احب الی من کل شیء الا من نفسی فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی اکون الیک من نفسک فقال عمر فانک الان واللہ احب الی من نفسی فقال الان یا عمر (بخاری)

عبداللہ بن ہشام کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے آپ عمرؓ کا ہاتھ میں ہاتھ لئے ہوئے تھے۔ عمرؓ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک تم کو میں اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں تم مومن نہیں ہو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی حضور اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے حضور علیہ السلام نے فرمایا تو اب تم مومن بھی ہو گئے۔

حضور اقدس ﷺ سے سچی محبت کرنیوالا جنت میں حضور کے ساتھ ہو گا

عن انس بن مالک ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم متی الساعۃ یا رسول اللہ قال ما اعددت لھا من کثیر صلوۃ ولا صوم ولا صدقۃ ولکنی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت (رواہ البخاری)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا قیامت کے لئے تو نے کیا تیار کر رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا نہ بہت سی نمازیں ہیں نہ روزے اور نہ صدقے۔ ہاں ایک بات ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو پھر (قیامت میں) تو ان کے ساتھ ہو گا جن سے تجھے محبت ہے۔

حضور اقدس ﷺ پر ایمان لائے بغیر نجات ممکن نہیں

عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یومن بالذی ارسلت بھی الا کان من اصحاب النار (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اس امت کا کوئی بھی یہودی یا نصرانی (یا کوئی اور مذہب رکھنے والا) میری خبر سن لے (یعنی میری نبوت کی دعوت اس کو پہنچ جائے) اور پھر وہ مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو ضرور وہ دوزخیوں میں ہوگا۔

حضور اقدس ﷺ سے محبت دین حق کی شرط اوّل

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔

حضور علیہ السلام نے اپنے موئے مبارک لوگوں کو بطور تبرک تقسیم فرمائے

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتا منی فاتی الجمرۃ فرماھا ثم اتی منزلہ بمنی ونحر نسکہ ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایا ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ ابا طلحۃ فقال اقسمہ بین الناس (بخاری مسلم مشکوۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام منیٰ تشریف لائے جمرات کی رمی فرمائی پھر اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور قربانی دی۔ پھر حجام کو بلایا۔ اس نے آپ کے سیدھی طرف کے بال مونڈھے۔ پھر آپ ﷺ نے ابوطلحہ انصاری کو بلا کر اپنے موئے مبارک ان کو دے دیئے۔ پھر حجام نے بائیں طرف کے بال مونڈھے حضور علیہ السلام نے ابوطلحہؓ کو وہ بال (بھی) عطا فرمائے اور فرمایا۔ لوگوں میں تقسیم کر دو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

LHL 378

The Monthly
RIZWAN
Lahore









حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کی ۱۲۹۳ احادیث کا مجموعہ، مع عربی متن اور عام فہم سلیس ترجمہ کے ساتھ۔ جو حضرات مختصر وقت میں ہدایات نبوت سے مستفید ہونا چاہتے ہیں ان کیلئے یہ مجموعہ ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگا۔ علماء، خطباء، طلباء اور عام مسلمانوں اور مستورات کیلئے دینی معلومات کی ایک اہم اور مفید کتاب۔ صفحات ۳۰۴ کتابت طباعت آفسٹ کاغذ عمدہ مجلد سنہری



ذیل کے پتہ سے طلب کیجئے

ملنے کا پتہ: **ادارہ رضوان** گنج بخش روڈ لاہور

رابطہ موبائل: **0300-9492310**